بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کی پستی

کے اسباب

جمع و ترتیب

ابو شہید محمد عابد منصور پوری

نظر ثانی

ڈاکٹر شاہد اقبال ظہیر (ایم اے)

مُسلمانوں کی پستی

کے اسباب

جمع وترتیب

ابوشہید محمد عابد بن دین محمد رحمہ اللہ

نظر ثانی

ڈاکٹر شاہد اقبال ظہیر (ایم اے)

کتاب وسنت کے فروغ کیلئے کوشاں
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

مرکز الدعوۃ المحمدیہ

چک نمبر 53گ ب
شہدانگرڈھیسیاں

جامعہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

ڈھڈی والا فیصل آباد
0301-7099879

اشاعت ------------------ ستمبر 2005ء

مطبع ---------- سلفی پرنٹنگ پوائنٹ فون: 0301-7099879

ملنے کے پتے

مرکز الدعوۃ المحمدیہ چک نمبر 53گ ب شہدانگرڈھیسیاں
فون: 0300-4808533-0301-7057153

دارالاندلس، جامع مسجد نمرہ نیوسول لائن فیصل آباد
جامعہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ڈھڈی والا موبائل: 0301-7099879

اہلحدیث کیسٹ سنٹر رسول پلازہ
دوکان نمبر 1 امین پور بازار فون: 2624020
دارالھدیٰ چوبرجی چوک لاہور

دارالاندلس
امین پور بازار رسول پلازہ
دکان نمبر 22 فیصل آباد

فہرست مضامین

فہرست مضامین

نام کتاب: مسلمانوں کی پستی کے اسباب اور حل

جمع وترتیب: ابوشہید محمد عابد بن دین محمد رحمۃ اللہ علیہ

پرنٹنگ: سلفی بک بائینڈنگ موبائل: 0301-709989

ڈیزائننگ: حافظ محمد اطہر نسیم 0300-7646591

تعداد: 1100

اشاعت: اوّل

قیمت:

ملنے کے پتے

☆ مرکز الدعوۃ المحمدیہ چکنمبر 53 گ ب شہدانگر ڈھیاں

فون: 0300-4808533-0301-7057153

☆ دارلاندلس، جامع

مسجد نمرہ سول لائن فیصل آباد

☆ دارلاندلس امین پور بازار سول پلازہ دکان نمبر 22 فیصل آباد

☆ دارالہدیٰ چوبرجی چوک لاہور

☆ جامعہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ ڈھدی والا موبائل: 0301-7099889

۲

مقدمہ

1-نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد: مسلمان آج پوری دنیا میں ذلیل ورسوا ہور ہے ہیں جب تک مسلمان دعوت و جہاد اور عفت وعصمت کا تحفظ کرتے رہے اس وقت تک قیصرو کسریٰ کپکپاتے رہے اور مسلمانوں کی ماؤں ، بہنوں بیٹیوں کی عزت و ناموس اور پاکدامنی کے تذکرے ہوتے رہے لیکن جب مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو اختیار کرلیا عزت و ناموس کو میڈیا کے سامنے پیش کردیا غیرت ومحبت کا سودا کرلیا دعوت و جہاد کی بجائے بزدلی کو اپنا اوڑ نا بچھونا بنالیا۔

2- جھوٹ ،سود، گانا بجانا اور زنا کو قابل فخر سمجھا بے پردگی روشن خیالی کا نام پکڑ گئی تو کافر ممالک نے اسلامی معاشرے کو یرغمال بنانے کیلیئے سازشوں کے جال بچھادیئے۔

3- ایسے خطرناک حالات میں بے سروسامانی کے عالم میں چند مخلص لوگ اٹھے انھوں نے مسلمانوں کو دعوت وجہاد کے پلیٹ فارم پرلوگوں کی مخالفتوں اور یہود ونصاری کے حواریوں کی سازشوں اور رکاوٹوں کے باوجود مسلمانوں کو جمع کیا اور جہاد کا پرچم بلند رکھا آج دعوت وجہاد کے مشن سے وابسطہ ہوکر نوجوان جانیں قربان کرنے لگے۔ بوڑھے بچے پیش کرنے لگے مائیں بچے پیش کرنے پرخوشی کا اظہار کرنے لگیں تاجر سرمایہ دار مال لٹانے پرفخر کرنے لگے طلباء ٹرینگ حاصل کرکے دعوت واصلاح کا کام کرنے لگے وکلاء سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ نوجوانوں کی تربیت کرنے لگے صرف اکیس دن گزار کر معسکرات سے سنتوں کے پابند بننے لگے کافر اور منافق دعوت وجہاد کے مشن سے لرزنے لگے یہود ونصاری کے ایوان لرزنے لگے۔

4- عالم کفر ڈگمگانے لگا اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمارے معاشرے کو رسم پرستی سے نکال کر شریعت مطہرہ کا عامل بنادے اور دین اسلام کی سربلندی کیلیئے کام کرنے والوں کو کامیابیوں سے سرفراز فرمائے آمین۔ جن بھائیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی کاوش میں تعاون کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

(ڈاکٹر شاہد اقبال ظہیر حفظ اللہ تعالیٰ)

ان الحمد اللہ وصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ امابعد۔

1999ء کے اوائل میں زاد المومن کی اشاعت کے حوالے سے راقم اور حافظ کریم اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ اکھٹے تھے تو حافظ صاحب کہنے لگے ابوشہید بھائی! زاد المومن کے بعد اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ حالات پر بھی کچھ مواد شائع کیا جائے "راقم نے بھی اس بات سے اتفاق کیا۔اور حافظ صاحب کی خواہش کو عملی جامعہ پہنانے کا ارادہ کیا لیکن ۔۔۔۔کچھ وجوہات کی وجہ سے 6 سال کا عرصہ بیت گیا اور جمع شدہ مواد کو شائع نہ کیا جا سکا۔اب الحمد اللہ زیر نظر کتاب "مسلما نوں کی پستی کے اسباب" کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جس میں راقم نے مسلمانوں پر آنے والے زوال کی چند وجوہات کی نشان دہی کی ہے اور ان کے حل کی طرف بھی واضح اشارے کیے ہیں۔راقم اس میں کس قدر کامیاب رہا فیصلہ آپ نے کرنا ہے!

اس کتاب میں جو خوبیاں ہیں اللہ تعالی کی طرف سے اور خامیاں میری طرف سے ہیں۔

اللہ تعالی ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے ہمارے لئے اور والدین کیلیئے راہ نجات بنائے۔(آمین)

ابوشہید محمد عابد بن دین محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۲۶

۴ خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ' مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ،وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾. [آل عمران :۱۰۲] ﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً﴾. [النساء:۱] ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾. [الأحزاب: ۷۰-۷۱]

((أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَ شَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)).

[جمع کردہ از مسلم، أحمد، أبوداود، ترمذی، ابن ماجہ].

ترجمہ: یقیناً تمام تعریفوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اُسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے معافی چاہتے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے پناہ پکڑتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اُسے کوئی ہدایت

نہیں دے سکتا۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت اسلام پر ہی آئے۔) (اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اُس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ جس کا نام لے کر تم مانگتے ہو اور رشتہ داریوں (کو توڑنے) سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سیدھی بات کرو، وہ تمہارے کام درست کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی پائی۔) أما بعد! بے شک سب سے بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔اور بدترین کام ''دین میں نو ایجاد کردہ چیزیں'' ہیں۔اور دین میں ہر نئی چیز گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

عورتوں کی عزت کا تحفظ اسلام میں

عورتوں کی عزت اتنی اہم چیز ہے جس کا بدل دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی نہیں بن سکتی۔ عزت کی حفاظت کے لئے دولت صرف ہو سکتی ہے نہ کہ حصول دولت کے لئے عورتوں کی ناموس کا فروخت کرنا جائز ہو سکتا ہے۔ الغرض جو ہماری "ماں' بیٹی" اور بیوی ہے العیاذ باللہ! اس کو بیسوا اور بازاری عورت بنا کر رسوا اور ذلیل ہونے پر وہی راضی ہو سکتا ہے۔ جو اپنی "انسانیت" اور انسانی حمیت و غیرت کا جنازہ نکال چکا ہو۔ وگرنہ اسلام نے عورت کی عفت کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

انسانیت سوز رسم و رواج کا خاتمہ:

جاہلیت کا یہ دستور کہ شوہر اپنی بیوی کو غیر مرد کے پاس عمدہ نسل لینے کے لئے بھیج دے۔ ایک عورت کئی کئی مردوں کو بیک وقت اپنے آپ کو استعمال کرنے کا موقع دے' ان انسانیت سوز' حمیت گزار رواج کا خاتمہ اسلام نے ہمیشہ کے لئے کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ:

"فلما بعث محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس نكاح اليوم"

(بخاری کتاب النکاح)

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حق لے کر مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے کل نکاحوں کی بنیاد ڈھا دی۔ سوائے اس کے جو آج کل رائج ہے۔"

صرف انہی طریقوں کو نہیں روکا' بلکہ دوسرے ان تمام طریقوں کو بھی حرام قرار دے دیا جس سے عزت پر زد پڑ سکتی تھی۔ جس سے نسل اور میراث میں گڑ بڑ پیدا ہوتی تھی' جس سے صلہ رحمی اور مروت کی شہ رگ کٹتی تھی۔ اور ان کو زنا کا نام دے کر لوگوں کو آگاہ کر دیا گیا اور قرآن ہی میں اعلان کیا گیا:

﴿ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشه وساء سبیلا"﴾

(اسراء۔ ۴)

" اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو' بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور برا راستہ ہے"

زنا اور اس کے نقصانات:

کہیں یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو' بلکہ فرمایا گیا: " زنا کے قریب بھی مت جاؤ' جس کا مطلب یہی ہے کہ زنا ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام یا طریقہ جو زنا کے قریب تک پہنچانے والا ہو' سب ہی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فطرت انسانی میں جو نفرت اور برائی کا احساس زنا کے متعلق پایا جاتا ہے اس کی طرف "فاحشہ" کے لفظ سے اشارہ فرماتے ہوئے "ساء سبیلا" (برا ہے راہ کے اعتبار سے) کے الفاظ سے اگر سمجھا جائے تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس سے نسب میں اختلاط اور گڑ بڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا اثر میراث' مسائل حرمت' حقوق کی پامالی اور اخلاق پر پڑتا ہے اور پشت در پشت نہ معلوم یہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ امام رازی" اس آیت کے ضمن میں زنا کے نقصانات کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

(ا) زنا سے نسب گڈمڈ اور مشتبہ ہو جاتا ہے' آدمی یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ

سکتا کہ زانیہ کی یہ اولاد کس مرد سے ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچہ کی پرورش کا کوئی مرد بھی ذمہ دار نہیں بنتا' بچہ ضائع ہو جاتا ہے (یا خود ماں ایسے بچہ کو مار کر پھینک دیتی ہے) یا وہ غریب بچہ سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جو عالم کی ویرانی اور انقطاع نسل کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۲) زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے' کیونکہ کسی کے ساتھ باضابطہ اس نے نکاح نہیں کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اس عورت پر قبضہ کرنے کی سعی ہر شخص کی جانب سے ہو سکتی ہے اور وجہ ترجیح کسی کو بھی حاصل نہ ہو گی۔ پھر اس راہ میں تباہیوں اور بربادیوں کے جو طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ "معاشقہ" اور آوارگی کی تاریخوں میں اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۳) زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑ جاتی ہے۔ طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن آتی ہے۔ پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع اس سے شادی کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتا' محبت و الفت تو خیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہو جاتی ہے۔ اس سے لوگ عموماً نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور سوسائٹی میں وہ حقارت اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

(۴) زنا کا جب دروازہ کھل گیا اور کوئی مستقل قاعدہ و قانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ نہ رہے گا' جس کو جہاں موقع مل گیا اور جس نے جس کو بلایا' وہاں دونوں مل گئے اور جو کچھ کرنا ہو کر گزریں اور یہی حال حیوانات کا ہے پھر انسان و حیوان میں فرق

ہی کیا رہ جائے گا۔

(۵) عورت سے صرف یہی مقصد نہیں ہے کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کئے جائیں۔ مقصد یہ بھی ہے کہ دو نفوس مل کر ایک دوسرے کے رفیق و شریک کار ہوں' گھر کے کاموں' کھانے پینے' بچوں کی تربیت و تعلیم اور زندگی کی دوسری ضروریات میں بھی۔ پھر غم میں' اور خوشی میں' تنگ حالی میں اور ساری باتیں اس وقت قطعاً پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر ہو کر نہ رہے اور اس کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ زنا کو بالکل حرام قرار دے دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت و مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔

(٦) ہم بستری پردہ کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا تذکرہ اشارتاً کیا جاتا ہے اور کوئی اس کام کو کرتا ہے تو پردہ کی اوٹ میں کہ کسی کی نگاہ نہ پڑنے پائے پس معلوم ہوا کہ اس کو کم سے کم کرنا قرین عقل و قیاس ہے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ جائز طور پر ایک عورت ایک مرد کی ہو کر رہے' ورنہ پھر یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ چھ خرابیاں وہ ہیں جو بالکل عیاں ہیں۔

ایک نوجوان کو آنحضرت علیہ السلام کی نصیحت:

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک نوجوان خدمت نبوی علیہ السلام میں حاضر ہوا اور اس نے درخواست کی: یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو یہ گستاخی بہت بری معلوم ہوئی' چنانچہ اس کو سب نے

ڈانٹا' اور اس کے اس سوال پر نفرت کا اظہار کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے فرمایا: "قریب آجاؤ۔" وہ قریب آگیا۔ آپ نے فرمایا: "بیٹھ جاؤ۔" وہ بیٹھ گیا۔ اب آپ نے اس کو سمجھانے کے لئے سوال و جواب شروع کر دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم اس (زنا کے) کام کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟"

نوجوان نے کہا: "نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دوسرے لوگ بھی اس برائی کو اپنی ماں کے لئے پسند نہیں کرتے۔

اس زنا کو تم اپنی بیٹی کے حق میں اچھا جانتے ہو؟

نوجوان نے کہا: "میں آپ پر نثار ہوں۔ نہیں یا رسول اللہ!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: "دوسرے لوگ بھی اس بدکاری کو اپنی لڑکیوں کے لئے اچھا نہیں جانتے"

اس برے کام کو اپنی بہنوں کے حق میں برداشت کرسکتے ہو؟

نوجوان نے کہا: "ہرگز نہیں یا رسول اللہ!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دوسرے لوگ بھی اس گندگی کو اپنی بہنوں کے حق میں برداشت نہیں کرسکتے۔ اچھا اس برے کام کو تم اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرو گے؟

نوجوان نے کہا: "نہیں یا رسول اللہ!"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دوسرے لوگ بھی اپنی پھوپھی کے لئے زناکاری کو پسند نہیں کرتے"

یہ بتاؤ تم زنا کو اپنی خالہ کے ساتھ گوارا کر لو گے؟"

نوجوان نے کہا: نہیں یا رسول اللہ"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دوسرے لوگ بھی زنا کو اپنی خالہ کے ساتھ گوارا نہیں کر سکتے۔

اس طرح اس مسئلہ کو جب اس کے ذہن نشین کر چکے تو آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور دعا فرمائی:

﴿اللھم اغفر ذنبه وطھر قلبه واحصن فرجه﴾

(ابن کثیر (ج) ۳ ص ۳۸)

"اے اللہ اس کے گناہ معاف کر دے' اس کا دل پاک فرما دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما"

راوی کا بیان ہے کہ اس تقریر اور دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اس شخص کو کبھی بھی اس کے بعد زنا کا خیال نہ گزرا۔ کوئی ایسی عورت نہیں ہے جو کسی کی ماں نہ ہو' بہن نہ ہو' پھوپھی نہ ہو' خالہ نہ ہو پھر یہ کیا انسانیت ہے کہ کسی کی ماں' بہن' لڑکی اور پھوپھی' خالہ وغیرہ سے ناجائز ہم بستری کرے۔

زنا کائنات کی مرکزی طاقت سے تصادم ہے:

ایک اور مقام میں قرآن نے زنا کی برائی کا تذکرہ کیا ہے' ارشاد ربانی ہے:

﴿لاتنکحوا مانکح اباء کم من النساء الا ماقد سلف انه کان فاحشته و مقتا وساء سبیلا"﴾

(النساء ۳۰)

"تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ مگر جو بات گزر گئی' بیشک یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے"

اس آیت میں بھی زنا کو "فاحشہ" اور "ساء سبیلا" سے تعبیر کیا ہے۔ اور ایک لفظ اور بڑھایا یعنی "مقتا" جو لفظ ایک ہے لیکن کائنات کی مرکزی طاقت سے تصادم کی تعبیر یہ ہے' اس سے اندازہ کرنا چاہیئے کہ زنا کے انجام کو قرآن نے کہاں تک پہنچا دیا۔

عفت و ناموس پر بیعت

اس بات سے بھی اس جرم کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیئے کہ عورتوں سے بیعت جن الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم لیتے تھے۔ قرآن میں ان کو محفوظ بھی کر دیا گیا ہے' یعنی عورتوں سے عہد لیا جاتا تھا کہ:

﴿ لایزنین ولایقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینه بین ایدیھن وارجلھن ﴾

(ممتحنہ۔۱۲)

" وہ بدکاری نہ کریں گی نہ دختر کشی کریں گی اور نہ ایسا افترا باندھیں گی جس کو اپنے مابین تراشا ہو گا"

زنا کی برائیوں کی انتہا نہیں مثلاً زنا کے فروغ کے بعد شر و فتنہ کے چشمے ابل پڑتے ہیں۔ قوم میں کشت و خون کا گرم بازاری ہوتا ہے' اعمال و اخلاق کی مٹی پلید ہوتی ہے۔ ملک کا معیار اخلاق گر جاتا ہے۔ زنا کار قوم کی عظمت و وقعت کا قصر رفیع زمین پر آجاتا ہے' عزت و شوکت ملیا

میٹ ہو جاتی ہے۔ پھر انسانیت میں جونہی ضعف آیا امن و امان خطرہ میں گھر جاتا ہے۔ غریبوں کی جان لب پر آجاتی ہے ملک صحت کے اعتبار سے نیچے آجاتا ہے اور قوم کے جوان خصوصاً اور عام افراد عموماً متعدی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

زنا جرم عظیم ہے!

زنا کے انہی مفاسد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے زنا کو قتل کے بعد ہی رکھا ہے کہ یہ بھی گو قتل نہ سہی لیکن انجام کے اعتبار سے قتل سے کم بھی نہیں ہے۔ قرآن نے جہاں اللہ کے نیک بندوں کی صفات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں یہ بھی ذکر کیا ہے۔

﴿ والذین لایدعون مع اللہ الھا اخرولایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولایزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ﴾

(الفرقان۔ ۶۸)

" اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر حق پر اور زنا بھی نہیں کرتے اور جو شخص ایسے برے کام کرے گا تو اس کو سزا سے دوچار ہونا پڑے گا"

آیت مذکور کا مفہوم بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفر و شرک اور قتل ناحق کی طرح زنا بھی عظیم جرم ہے' ایسا گناہ ہے جو سوائے توبہ' ایمان اور عمل صالح کے معاف نہیں ہوتا۔ خود اس آیت کے متصل یہ بیان ہے:

﴿ یضعف لہ العذاب یوم القیامہ ویخلد فیہ مھانا ﴾

(الفرقان۔ ۶۹)

"کہ قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل ہو کر رہے گا۔"

قرآن کے ان الفاظ پر غور کیجئے اور سوچئے کہ سزا کے ان ہولناک حالات سے دوچار کرنے والے جرائم میں ایک جرم زنا بھی ہے۔

شرک کے بعد بڑا گناہ زنا ہے!

بات بھی کچھ ایسی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿ مامن ذنب بعد الشرک اعظم عند اللہ من نطفه وضعها رجل فی رحم لا یحل له﴾

(بن کثیر ص ۳۸ ج ۳)

" شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں ہے' جو کوئی شخص کسی ایسے رحم میں رکھے جو شرعاً اس کے لئے حلال نہ تھا"

شاید اسی بنیاد پر مسلمانوں میں مشہور بھی ہوگیا کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ زنا ہے۔ ایک اور حدیث میں زنا ہی کے متعلق رسالت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

﴿لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن۔ ایاکم ایاکم﴾

(مشکوۃ)

"زنا کار جس وقت زنا کرتا ہے اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ لہٰذا بچو بچو!"

اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نہیں تو کم از کم زنا کے وقت ایمان زانی کو چھوڑ کر جدا ہو جاتا ہے۔ گویا مومن مومن رہتے ہوئے

اس جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔

بوقت زنا ایمان کی حالت!

ایک دوسری حدیث میں اس حدیث کی وضاحت بھی موجود ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اذا زنی العبد خرج منه الایمانْ فکان فوق راسه کالظلت الظله فاذا خرج من ذالک الصل یرجع الیه الایمان﴾

(مشکوۃ باب الکبائر)

"بندہ جب زنا کرتا ہے اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ بن جاتا ہے اور زانی جب فعل زنا سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پلٹ آتا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا اتنی بری چیز ہے اور اس قدر معیوب فعل ہے کہ اس کے ارتکاب کے وقت ایمان کانپ اٹھتا ہے۔ خود رب العزت کو ایسے فعل پر غیرت آتی ہے اور اسی وجہ سے اس نے فحش امور کو حرام قرار دے دیا۔۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منها وما بطنْ﴾

(الاعراف۔۴)

"آپ فرمائیے کہ تمام فواحش کو میرے رب نے حرام کیا ہے ان میں جو علانیہ ہوں ان کو بھی اور جو پوشیدہ ہوں ان کو بھی' اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو (بھی حرام کیا ہے)"

غیرت حق!

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ

اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: چار عینی گواہ پیش کرے۔

آپ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تھا۔ اس موقع پر آپ نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور اس میں آپ نے فرمایا تھا:

﴿ یاامہ محمد واللہ انہ لا احدا غیر من اللہ ان یزنی او تزنی امتہ واللہ لوتعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا﴾

(بخاری)

"اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کی قسم اس بات سے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں ہوتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے اور بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے اور بکثرت روتے"

اور اہمیت جتانے کے لئے اس کے بعد ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا نہیں دیا؟ یعنی منشاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ضروری حکم اس کے بندوں تک میں نے پہنچا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان لفاظ کو بار بار پڑھیئے۔ اور زنا کی قباحت اور خروج ایمان والی حدیث پر غور کیجئے' ایک اور آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فواحش سے روکا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون﴾

(النحل - ۹۰)

"بیشک اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع

کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو"

یہ وہ آیت ہے جو ہر جمعہ کو عموماً خطبہ میں پڑھی جاتی ہے اور اس طرح اس آیت میں جو احکام درج ہیں ان کی اہمیت بیان کی جاتی ہے' زنا سے اس شدومد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو روکا ہے اس کی بھی وجہ ہے یہ اپنے انجام اور نتیجہ کے اعتبار سے اتنا مہلک جرم ہے جس کی دنیوی و اخروی تباہ کاریوں کا احاطہ آسان نہیں۔

یوسف علیہ السلام کا اعلان حق

یوسف علیہ السلام کا واقعہ جسے قرآن پاک نے نقل کیا ہے۔ اس سے بھی زنا کی برائی اور اس کے نقصانات پر روشنی پڑتی ہے۔ یوسف علیہ السلام کو خرید کر عزیز مصر نے اپنی بیوی کے سپرد کیا کہ اس غلام کی نگہداشت کرو' تو اس نے اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا اور یوسف علیہ السلام نے جوانی کے میدان میں قدم رکھا ہی تھا کہ وہ عورت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور دل کشی اور ہوشربا کے سارے سامان جمع کر کے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کو اس کام پر آمادہ کرے جس کی تعلیم اس کو اس کے نفس نے دی تھی۔ عیش و نشاط کے سارے سامان فراہم' نفسانی جذبات اپنے شباب پر۔ محبت اور پیار کی مسلح فوج سامنے۔ تنہائی کا عالم' سارے دروازے بند..............................

﴿عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجاھلین﴾

(یوسف۔۴)

"تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے' اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو میں اس کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا"

حدیث میں بھی اس "جرم" کی اہمیت کے مختلف پہلوؤں پر جو اشارے کئے گئے ہیں غور کرنے والے سوچیں گے تو عبرت و بصیرت کے مسلسل اسباق ان ہی سے ان کو ملتے جائیں گے۔ ذیل میں چند احادیث کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔۔

زنا کے سلسلہ میں ارشادات نبوی۔

ایک دفعہ یہودیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ "آیات بینات" کیا ہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿لاتشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقذفوا محصنتا﴾

(مشکوۃ' باب الکبائر)

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بنانا۔ حالانکہ اس نے ہی پیدا کیا۔ اس شخص نے پوچھا: اس کے بعد پھر کونسا کام؟ آپ نے فرمایا: اپنے بچے کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ وہ ساتھ کھائے گا۔ اس نے پوچھا: پھر کون سا یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:

﴿ان تزنی حلیلتہ جارک﴾ "تیرا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا"

(بخاری باب اثم الزناۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کی برائی مختلف پیرائے میں بیان

کی اور چاہا کہ لوگ اچھی طرح اس کی برائی سے واقف ہو جائیں اور اس بدترین کام سے باز آجائیں' ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ دوزخ میں زیادہ تر اپنی زبان سے اور اپنی شہوت کی جگہ کی بدولت ڈالے جائیں گے۔

زنا کی ہلاکتیں

اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

﴿ماظهر الربو والزنى فى قريته الا اذن الله باهلاكها﴾

(الجواب الکافی ص ۲۲۰)

"کسی بستی میں سود اور زنا جب پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔"

جس سے معلوم ہوا کہ زنا کاری کبھی آبادی کی ویرانی کا موجب بن جاتی ہے۔ اور پوری آبادی کو برباد کر ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس آبادی پر مسلط ہو جاتا ہے جس میں زنا کاری پھیل جاتی ہے۔

مصیبت!

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ المسلمین بنے اور بیعت عامہ ہو چکی جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے تو آپ منبر پر تشریف لائے اور بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ ارشاد فرمایا

"دیکھو جس قوم نے بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیا' اللہ نے اسے ذلیل کر دیا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے خدا اس میں مصیبت کو پھیلا دیتا ہے۔

پہلے خلیفہ الرسول ؐ نے اپنے پہلے خطبہ خلافت میں یہ کلمات کہہ کر۔

"عزت" کے متعلق اسلام کے جس نقطہ نظر کو پیش کیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو سمجھنا چاہیئے کہ عروج و اقبال کی زندگی کے تباہ کرنے میں --- سیاہ کاریوں کو کس حد تک دخل ہے۔

کثرت موت اور طاعون

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا:

﴿ولا فشا الزنی فی قوم الا کثر فیھم الموت﴾

" زنا کسی قوم میں عام نہیں ہوتا مگر ان میں بکثرت موت ہوتی ہے"

(مشکوۃ ۴۵۹ عن مالک)

ایک حدیث میں ہے جس میں آپ نے پانچ عیوب اور ان کے اثرات کو بتایا ہے' منجملہ اور باتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس قوم میں زناکاری پھیل جاتی ہے اور کھلم کھلا ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو طاعون (پلیگ) کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے' اور ایسے دکھ درد میں ڈالتا ہے جس سے ان کے اسلاف ناآشنا تھے۔

خشک سالی

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مامن قوم یظھر فیھم الزنا الا اقحط سالی بالسنہ وما من قوم یظھر فیھم الرشا الا اخذوا بالرعب﴾

(رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الحدود ص ۳۱۳)

"کسی قوم میں جب زنا پھیل جاتا ہے تو اسے قحط سالی کی مصیبت میں

مبتلا کیا جاتا ہے اور رشوت کی گرم بازاری ہوتی ہے تو اس پر خوف طاری کر دیا جاتا ہے۔"

انسان جب "عزت" کے چہرہ کو داغدار بناتا ہے' شرعی و دینی حدود کی اس راہ میں پرواہ نہیں کرتا اور جائز و ناجائز کی تفریق مٹا دیتا ہے تو اس وقت پوری قوم فتنہ میں ڈال دی جاتی ہے۔ بنی اسرائیل جو دنیا کی منتخب امتوں میں ایک خاص تاریخی امت ہے اس میں بھی فتنہ عورتوں ہی کی راہ سے آیا اور فتنہ جب آیا تو پوری کی پوری امت ہی تہس نہس ہو کر رہ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

﴿فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنہ بنی اسرائیل کانت فی النساء﴾

(مشکوۃ کتاب النکاح)

"دنیا اور عورتوں سے بچو' اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے تھا۔"

تحفظ عزت اور ارشاد باری تعالیٰ

فنا کی روک تھام کی جس شد و مد سے ضرورت 'تھی' وہ کسی ذی عقل سے مخفی نہیں اور صرف روک دینا ہی کافی نہ ہوتا۔ جیسا کہ عیسائیوں اور دوسری قوموں میں اس کا انجام دیکھ رہے ہیں' بلکہ اس کے لئے مستقل قوانین اور ضابطہ کی ضرورت تھی اور اسلام نے یہی کیا۔ انسان کی فطرت کو جانچا اور اس کے مطابق علاج اور پرہیز کی تاکید کی' اسلام نے غیر مذاہب کی طرح افراط و تفریط کا راستہ اختیار نہیں کیا' بلکہ انسانی مزاج کو پرکھ کر اعتدال کا طریقہ پسند کیا۔

نکاح کا حکم:

زنا کے نقصانات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا کہ مرد و عورت جن کو شادی کی ضرورت محسوس ہو ' ضرور شادی کریں' کہ عزت کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ اور ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے۔ رب العزت نے شادی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم﴾

(نور۔۳۲)

"اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں جو اس لائق ہو اس کا بھی"

ایامی۔ ایم کی جمع ہے' اس کا استعمال مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔ جس مرد کی بیوی نہ ہو اس کو بھی ایم کہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر نہ ہو اس کو بھی ایم کہتے ہیں۔ پھر چاہے سرے سے ابھی شادی نہ ہوئی ہو' یا شادی ہوئی تھی مگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو گیا "رجل ایم" بھی کہا جاتا ہے اور "امراۃ ایم" بھی۔

اللہ تعالیٰ نے رشتہ ازدواج کے قیام کی تاکید فرمائی ہے اور ان تمام مرد و عورت کی شادی کر دینے کا حکم دیا ہے۔ جن کو شادی کی ضرورت ہو' حتی کہ غلام جو بڑی حد تک بے بس ہوتا ہے' اس کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ ان کی بھی شادی ضروری ہے' اگر ان میں حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور پھر اس ذمہ داری کو رب العزت نے قوم کے سر ڈالا ہے تاکہ اس کی اہمیت کا احساس پیدا ہو

اور ارشاد کیا گیا ہے کہ شادی کے جو فائدے ہوتے ہیں اس سے پوری قوم مستفید ہوتی ہے اور شادی نہ کرنے کے جو نقصانات ہیں ان کا پوری قوم پر اثر پڑتا ہے۔ کوئی ذی عقل انسان اس بات سے انکار کی جرات نہیں کرسکتا کہ جائز شادی کا رواج اگر بند کر دیا جائے تو پوری قوم کے اخلاق گندے ہو جائیں گے۔ اس آیت کے اگلے حصہ میں رب العزت نے اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ کسی موہوم خدشہ کو حیلہ بنا کر اس نیک رشتہ کے قائم کرنے سے بچنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے' جس پر آگے بحث ہوگی۔ ان شاء اللہ

اس آیت سے اتنی بات بہرحال کھل کر معلوم ہوگئی ہے کہ جو مرد یا عورت شادی کے لائق ہو ان کی شادی کر دی جائے اور یہ شادی کرنے کی ذمہ داری ولی کے سر بھی ہے اور قوم کے مضبوط دوش پر بھی' کوئی اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

نکاح میں تحفظ عزت:

بہرحال مذکورہ بالا قرآنی حکم کے سوا حدیثوں میں بھی بڑا ذخیرہ ہے' جن میں شادی کی تاکید و ترغیب پائی جاتی ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خود شادی کرنے والوں پر ضروری ہے کہ جونہی وہ شادی کی ضرورت محسوس کریں شادی کرلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿یامعشر الشباب من استطاع منکم الباۃ فلیتزوج فانہ' اغض للبصر و احصن للفرج﴾

()

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو اسباب جماع کی قدرت رکھتا ہو' اس کو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی جگہ کو بہت بچاتا ہے"

اس حدیث میں جہاں نوجوانوں کو شادی کا حکم دیا گیا ہے' وہاں شادی کے فائدے بھی بیان کئے گئے ہیں کہ شادی سے عزت پیدا ہوگی اور حرام کاری سے آدمی بچ جائے گا اور گو خطاب حدیث میں نوجوانوں ہی کی طرف ہے لیکن جنسی میلان میں جن کے فتور اور ضعف کی کیفیت پیدا نہ ہوئی گو نوجوان نہ بھی ہوں ان کو بھی کرنا چاہئے!

نکاح اور افزائش نسل:

دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿تزجوا الودود الولود وتناسلوا فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامته﴾

(ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۶)

" زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ' اس لئے کہ قیامت کے دن تمہاری وجہ سے فخر کروں گا"

اس حدیث میں نکاح کا بھی حکم دیا گیا ہے اور یہ مقصد بھی نکاح کا بیان کیا گیا ہے کہ شادی کا منشاء تولد و تناسل اور نسل انسانی کی بقا ہے تاکہ قوم کے افراد کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو مشکوۃ میں ایک حدیث ان لفظوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

﴿تزجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم﴾

(کتاب النکاح)

" خوب محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی عورت سے شادی

کرو اس لئے کہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا"

اس حدیث میں تکثیر نسل کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شوہر سے محبت و الفت کرنے والی عورت ہو کہ معاشرتی زندگی کے خوشگوار بنانے کی یہی واحد تدبیر ہے' مرد و زن میں محبت و الفت ہی کے رشتہ میں سارے خاندان کی مسرت کی حمایت پوشیدہ ہے۔

نکاح اور پاکدامنی

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شادی کرنے سے انسان بہت ساری برائیوں سے بچ جاتا ہے' بلکہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا سے پاک و صاف جائے تو اس کا دامن عفت و عصمت ملوث نہ ہو' تو اس کی شکل یہی ہے:

﴿من اراد ان یلقی اللہ طاھرا مطھرا فلیتزوج الحرائر﴾

(مشکوۃ کتاب النکاح)

" اللہ تعالٰی سے جو شخص پاک و صاف ملنا چاہے اس کو شریف عورتوں سے شادی کرنا چاہئے"

اس حدیث میں شادی سے عفت و عصمت اور پاکدامنی حاصل ہوتی ہے۔ اس کا بڑا بلیغ بیان ہے بلکہ اس میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے سمجھا جائے تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ شادی کرنے سے اللہ تعالٰی دوسرے گناہوں سے بھی آدمی کو بچالیتا ہے اور یہ کہ شادی ذریعہ معاش بن جاتی ہے شادی کرنے والے کی ہدایت کا بھی اور پھر نجات کا بھی۔

دیکھا بھی گیا ہے کہ جس کی شادی نہیں ہوتی' اور جائز طور پر جنسی میلان پورے نہیں کرتا وہ عموماً مختلف گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے' خواہ

ان گناہوں میں غیر ارادی طور پر ہی لوگ کیوں نہ مبتلا ہو جاتے ہوں، لیکن شادی شدہ آدمی کے پاس چونکہ بچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اس لئے عموماً ان گناہوں سے اس کا رشتہ خود بخود کٹ جاتا ہے، بخلاف ان لوگوں کے جو شادی بھی نہیں کرتا اور پاکدامنی کی زندگی بھی گزارنا چاہتے ہیں۔ خواہ مخواہ کشمکش کی ایسی زندگی گزارتے ہیں جس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ کس وقت ان سے کیا حرکت سرزد ہو جائے۔

ایک حدیث میں نکاح کو "نصف دین" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

﴿اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین﴾

"بندہ نے جب شادی کر لی تو اس نے باقی ماندہ نصف دین پورا کر لیا"

غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ گناہوں کے بڑے حصہ کا تعلق جنسی میلانات ہی سے ہے۔ شرعی اور آئینی حدود میں اپنے اپ کو جکڑ دینے کے بعد اسباب کی حد تک بے راہ روی کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

نکاح رسولوں کی سنت ہے:

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے شادی کی، میں نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے کہا:

﴿تزوج فان خیر ھذا الامته کان اکثرھم نساء یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع الفوائد﴾

"شادی کرو، کیونکہ اس امت کے سب سے بہتر فرد بیویوں کے اعتبار سے سب سے زیادہ تھے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شادیاں کیں"

پھر یہ بھی مسلم ہے کہ نکاح تمام انبیاء ورسل کی سنت رہی ہے اور تقریباً رسولوں نے شادیاں کیں ہیں اور بال بچوں والی زندگی گزاری ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذریته﴾

(الرعد۔ ٦)

" اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے"

غیر شادی شدہ آنحضرتؐ کی نظر میں:

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا گو وہ کثیرالمال ہو تب بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں! گو وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو (اگر بیوی نہیں ہے وہ مسکین ہی ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت مسکین ہے، جس کا شوہر نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اگرچہ اس کے پاس بہت کچھ مال ہو تب بھی مسکین ہی ہے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں تب بھی وہ مسکین ہی ہے"

یہ اور اس طرح کی بیسیوں حدیثیں ہیں۔ جو صراحتاً نکاح کی ترغیب دیتی ہیں ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں

عقد ازدواج پر کتنا غیر معمولی اصرار کیا گیا ہے' مقصد وہی ہے کہ جنسی میلان کو حدود میں رکھ کر افزائش نسل کا ذریعہ بھی اس کو بنایا جائے اور عزت کے انمول سرمایہ کی حفاظت کا بھی واحد ذریعہ یہی ہے۔

رہبانیت پیغمبر اسلام کی نظر میں:

جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ نکاح سے بعض لوگ پرہیزی کو بہتر سمجھتے ہیں تو ان کو اصرار کر کے شادی کر لینے پر آمادہ کیا۔

حدیث میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے عورتوں سے کنارہ کشی کر لی اور خصی ہو جانے کا ارادہ ظاہر کیا کہ شہوت کی زحمت سے نجات پائیں اور فارغ البالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور رات دن اسی حالت میں مشغول رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کے اس جذبہ کی تردید فرمائی اور بالآخر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس ارادہ سے باز آنا پڑا۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ پر آئے' اور آپ کی ازواج مطہرات سے آپ کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ ان سے آپ عبادت کی کیفیت بیان کی گئی۔ سن کر انہوں نے جو رائے ظاہر کی اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ شاید وہ آپ کی اس عبادت کو کم سمجھ رہے ہوں' چنانچہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سارے گناہ رب العزت نے معاف کر دیئے اور کہا ہم سراپا گنہگار ہیں۔ ایک نے کہا: " میں رات بھر نماز پڑھا کروں گا

دوسرے نے کہا: میں دن میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور شادی سے ہمیشہ پرہیز کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی جب اطلاع ہوئی تو آپ ان کو بلایا اور فرمایا: "تم لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں؟ پھر فرمایا: سنو! اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر متقی ہوں' لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ یعنی روزے نہیں بھی رکھتا ہوں' نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ نکاح بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں۔ پس جو بھی میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تنبیہہ کی جنہوں نے فخریہ انداز میں کہا تھا کہ عورتوں سے علیحدہ رہیں گے اور شادی سے پرہیز کریں گے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عمل پیش فرما کر ان کے خیال کی تردید کی اور آخر میں فرمایا۔

﴿اتزوج فمن رغب عن سنتی فلیس منی﴾

(بخاری باب الترغیب فی النکاح)

"میں شادی کرتا ہوں' پس جو میرے طریقہ سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عکاف بن بشیر تمیمی رضی اللہ عنہ ایک دن خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: "اے اعکاف! تمھاری بیوی ہے؟ حضرت عکاف نے جواب دیا: نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: لونڈی؟۔ حضرت عکاف نے کہا: یہ بھی نہیں۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: تم

صلاحیت رکھتے ہو اور خوشحالی بھی ہے پھر بایں ہمہ تم نے شادی سے گریز کیا۔

﴿اذا انت من اخوان الشیاطین﴾

"تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو"

(جمع الفوائد کتاب النکاح عن احمد)

پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی کرا دی۔

ایک دفعہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی خدمت نبوی میں عرض کیا کہ: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جوان مرد ہوں۔ زنا کا خطرہ محسوس کرتا ہوں اور اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ شادی کرسکوں' ان کا منشاء یہ تھا کہ خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر یہ عذر بیان کیا اور اجازت کی درخواست کی= اب کی دفعہ بھی آپ نے خاموشی ہی اختیار فرمائی۔ تیسری مرتبہ پھر آپ نے اپنا سوال دھرایا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی توڑی اور فرمایا: "اے ابو ہریرہ! جو کچھ ہونے والا ہے۔ وہ لکھا جاچکا ہے تم خصی ہو یا نہ ہو۔ پھر تم خواہ مخواہ ایک موہوم خدشہ کی وجہ سے غلط اقدام کی اجازت طلب کرتے ہو" اسی بنیاد پر اپنے آپ کو خصی بنا لینا اسلام میں ناجائز ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو سختی سے اس بات سے منع فرماتے تھے کہ ہم عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرلیں اور فرماتے تھے کہ تم لوگ شادی کرو۔

بعض روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی ذمہ داریوں کے قبول کرنے کی اجازت کسی کو معاشی حالت اگر نہ دیتی ہو تو لوگوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ روزے رکھ کر جنسی میلان کے زور کو توڑیں۔ لیکن اختصا یعنی اپنے آپ کو خصی بنانے کی اجازت اسلام میں نہیں دی گئی ' روزے ہی کو خصی بنانے کے قائمقام قرار دیا گیا۔

بہرحال پیغمبر اسلام نے اس شدو مد سے نکاح سے کنارہ کشی کرنے والوں کی اس لئے تردید فرمائی کہ یہ اقدام نہایت غلط تھا اور اسلام کی روح کے خلاف ایک ایسی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دی ہے اس کا یہ مصرف کسی طریقہ سے مناسب نہ تھا۔ اگر خدانخواستہ یہ بات اس وقت رد نہ کی جاتی تو آج اس کا بڑا خطرناک انجام ہوتا۔

پاکیزہ نفس عورت رسول اللہ کی نظر میں

اسلام کا نقطہ نظر ان ہی وجوہ سے عورت کے متعلق ان راہبانہ وسوسوں سے بالکل مختلف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المراۃ الصالحہ﴾

(مسلم)

"پوری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع نیک عورت ہے"

جس دین میں عورت دنیا کی بہترین نعمت ہو اس میں یہ کیونکر برداشت کیا جاسکتا ہے کہ اس کو ناپاک قرار دیا جائے اور اس سے کنارہ کشی کا حکم فرما دیا جائے باقی یہ سوال کہ نیک عورت دنیا کی بہترین پونجی ہے؟ سوچا جائے تو آسانی سے بات سمجھ آسکتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ عورت مرد کو بہت سے خطرات و سیئات سے محفوظ رکھتی ہے۔ طبیعت

کو اس سے تسکین حاصل ہوتی ہے اور فطری بے چینیوں کے ازالہ کا ذریعہ ہی ہے اور یہ ایک مسلم بات ہے کہ انہیں امور کے حصول کے بعد کوئی آدمی یکسوئی سے کوئی نیک کام انجام دے سکتا ہے اور برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ ورنہ نفسیاتی خواہشات سے فرصت ملنا ہی محال ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿حبب الی من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلوۃ﴾

(نسائی کتاب عشرہ النساء)

" دنیا کی چیزوں میں سے میرے دل میں عورت اور خوشبو کی محبت ڈالی گئی اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بنایا گیا۔"

ترغیب نکاح کے ساتھ وعدہ غناء:

اسلام انسان کو اور خصوصیت سے اپنے پیروکاروں کو جائز طور پر شادی کرنے کی بے حد ترغیب دیتا ہے اور یہ بھی کہ ناقابل برداشت حد تک جنسی میلان کا تقاضا پورا ہو جائے تو نکاح اسلام میں واجب ہو جاتا ہے۔ فقہائے اسلام کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے مسئلہ کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ معاشی خطرات کو خواہ مخواہ محسوس کرکے نکاح سے جو کترانا چاہتے تھے۔ قرآن میں انہی کو حکم دیا گیا ہے کہ:

﴿ان یکونوا فقراء یغنهم الله من فضله والله واسع علیم﴾

(نور۔۴)

"اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالٰی اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ کشائش والا ہے"

معاشی مسائل کے متعلق صرف عقلی مشوروں پر جینے والے جن

اوہام اور وسواس میں تہ و بالا ہوتے رہتے ہیں وہی اکثر سوچتے ہیں کہ شادی کیسے کریں؟ افلاس نے گھر میں ڈیرہ ڈال رکھا ہے' بیوی اور پھر بال بچوں کی خوراک و پوشاک کا کیا انتظام ہوگا؟

اس قسم کی تنگ خیالیوں کے معاملہ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مکمل تسلی دی گئی ہے کہ اس مسئلہ کو اتنا پریشان کن نہ بناؤ۔ رزق کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ بار بار قرآن میں اطمینان دلایا گیا ہے کہ:

﴿ویرزقه من حیث لا یحتسب﴾

(الطلاق-۱)

"اور وہ اس کو رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں گزرتا"۔

مطلب یہی ہے کہ حال پر مستقبل کو قیاس نہ کرنا چاہئے۔ الرزاق ذوالقوۃ المتین پر اعتماد کرکے چاہئے کہ نکاح کا زمانہ جب آجائے تو آدمی نکاح کرلے اور اس مسئلہ کو خدا کے سپرد کردے' بیوی اور پھر بال بچوں کے نان و نفقہ کا سامان من جانب اللہ ہوگا۔ ممکن ہے بیوی کی شرکت سے خیر و برکت بڑھ جائے' بیوی کا خاندان امداد کرے یا کسی جائز ذریعہ معاش کا بندوبست کردے' خود شادی کرنے والے میں شادی کے بعد مستعدی اور ذمہ داری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے' کبھی خود بیوی ہاتھ بٹاتی ہے اور کبھی اس طرح کا کوئی دوسرا سامان فراہم ہو جاتا ہے۔

فقر و فاقہ کے شبہات و شکوک کا حل

قرآن پاک نے خصوصیت سے فقر افلاس کے اس موہوم خطرہ

کا تذکرہ کرکے اس سے انسان کو نکالنے کی سعی کی ہے۔ قرآن پاک نے ایک دوسری جگہ بھی اس طرف اشارہ کیا ہے:

﴿وان خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله ان شاء﴾

(توبہ۔۴)

"اگر تم فقر سے ڈرتے ہو تو اللہ آئندہ تم کو اگر اس نے چاہا غنی کر دے گا"

اس آیت میں بھی غناء کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلق کیا گیا ہے' لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ موہوم فقر سے ڈر کر ضروری کام چھوڑنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فقر کے بعد بھی غنی پیدا کر دیتا ہے۔

دین اور حسن کا اجتماع:

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ترغیب دیتے کہ دیندار اور خوبصورت عورت سے شادی کیا کریں' الفاظ یہ ہیں:

﴿وكان صلى الله عليه وسلم يحرص امته على النكاح مع الابكار الحسان ذوات الدين﴾

(زادالمعاد ج ۳ ص ۱۴۶)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو باکرہ' خوبصورت اور دیندار عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دیتے"

جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے اس سے اتنی بات آسانی سے ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی خوبصورت عورت سے شادی کرے تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ اچھی بات ہے مگر حسن و جمال کو مقصد اصلی قرار نہ دینا

چاہئے اور نہ صرف خوبصورتی ہی پر نظر رکھنی چاہئے بلکہ ساتھ ساتھ اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار پر بھی نظر ہونی چاہئے۔

خوبصورتی کا معیار

پھر واضح رہنا چاہئے کہ خوبصورتی کا مطلب صرف چمڑے اور رنگ و روپ کی خوبصورتی نہیں ہے بلکہ ساتھ ہی سیرت بھی خوب ہو' اخلاق و اعمال' پاکیزہ ہوں اور دین میں پختگی بھی ہو' پھر خوبصورتی کا معیار رنگ و روپ میں بھی اپنے طبعی ذوق پر ہے' کسی آدمی کو وہ عورت بھی خوبصورت معلوم ہوتی ہے جو بہتوں کی نگاہ میں بدصورت سمجھی جاتی ہے او اب اس معاملہ میں دوسروں کی پسند کا اعتبار نہ ہوگا۔

عزت کی حفاظت کی خاطر اسلام نے اس بات کی بھی اجازت دی ہے بلکہ کہنا چاہئے رغبت دلائی ہے کہ نوجوان شیریں زبان اور پیکر حسن سے شادی کرے مگر گوہر عفت و عصمت کی بے وقعتی کا دھیان ہرگز دل میں نہ آنے دے۔

بیوہ عورت سے شادی

بلاشبہ احادیث میں کنواری عورتوں سے شادی کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس کی معقول وجہ بھی ہے جیسا کہ بعض حدیثوں میں سبب بیان کر دیا گیا ہے کہ کنواری سے میل ملاپ اور ہم ذوقی جلد پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلے پہل شوہر کے یہاں آتی ہے اس لئے شوہر جس چیز کا عادی بناتا ہے آسانی سے ہو جاتی ہے' کم سے کم چیزوں پر خوش رہتی ہے اور ان سب سے بڑھ کر مرد اُن سے دلی طور پر اتنا گھل مل جاتا ہے کہ اس کی محبت

دل میں گھر کر لیتی ہے اور اس طرح مرد نظر اور خیالات کی بدکاری سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

مرد اگر خود دوسری شادی کر رہا ہو یا زیادہ عمر کا ہو تو کمسن لڑکی سے اس کی شادی بے جوڑ ہوگی اور فقہا کرام نے نوجوان لڑکی کی شادی بوڑھے مرد کے ساتھ کرنے سے منع کیا ہے اس لئے ایسے معمرو مرد کو بیوہ ہی سے شادی کرنی چاہئے تاکہ میاں بیوی میں نباہ ہو سکے۔

عہد نبوی اور عہد صحابہ میں بیوہ سے شادی:

پھر اس کے علاوہ خود ذات بابرکت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کا عملی نمونہ ہے کہ آپ نے ایک کے سوا بقیہ تمام بیوہ عورتوں ہی سے شادی کی اپنی بعض صاحبزادیوں کی جو بیوہ ہو گئی تھیں شادی کرائی۔ جلیل القدر خلفاء' ور صحابہ کرام کی تاریخ پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے بیوہ عورتوں سے کس کثرت سے شادیاں کیں' صحابیات کی زندگی پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انہوں نے شوہروں کی وفات کے بعد دوسری' تیسری شادی کی۔

اگر بیوہ سے شادی کرنا کوئی ناپسندیدہ بات ہوتی تو خود عہد نبوی و عہد صحابہ میں ان بیواؤں سے کیسے شادی کی جاتی پس معلوم ہوا کہ بیواؤں سے شادی کوئی جرم نہیں بلکہ ایک کار ثواب ہے اور شرعی نقطہ نظر سے ایک پسندیدہ عمل ہے۔

شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا

اسلام نے عزت کے تحفظ کے لئے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ ممکن ہو تو بغیر کسی خاص اہتمام کے عورت کو شادی سے پہلے دیکھا بھی

جاسکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

﴿اذاخطب احدکم المراۃ فان استطاع ان ینظرالی مایدعوہ الی نکاحھا فلیفعل﴾

(رواہ ابو داؤد)

"تم میں سے جب کوئی عورت کو پیام نکاح دے اور وہ اس چیز کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہو' جو اس عورت کے نکاح کی طرف داعی ہو تو اس کو ایسا کرنا چاہئے۔"

نکاح سے پہلے مرد مذہب اور شرعی طریقہ پر عورت کو دیکھ سکتا ہے تو دیکھ لے تاکہ تذبذب جاتا رہے اور شادی کرنے میں عورت کی طرف سے جو شکوک و شبہات ہیں دور ہو جائیں ۔ آئندہ کے لئے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ عورت کے متعلق کوئی بات ایسی کہنے کا موقع نہ رہے گا جس سے عورت کی سبکی ہو اور اس طرح مقاصد نکاح بحسن و خوبی بروئے کار آسکیں گے گو یہ ضروری نہیں ہے کہ خود ہی دیکھے' کوئی دوسرا دیکھ لے اور اس کے بیان پر اعتماد ہو تو یہی کیا جائے۔ مزید اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عورت کے متعلق جو معلومات حاصل کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ دین' جمال' خاندان' خوشحالی اور اس طرح کی دوسری باتیں تاکہ اطمینان حاصل کیا جاسکے۔

دیکھنے کے لئے مشورہ نبویؐ

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شادی کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا: تو نے دیکھ لیا ہے؟

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ ﷺ! یہ سن کر آپ نے فرمایا۔

﴿فانظر الیھا فانہ احری ان یودینکما﴾

(المغلوبہ)

" اس عورت کو دیکھ لو' اس لئے کہ یہ تمہارے باہمی تعلقات کی استواری کے لئے مناسب ہے"

یہ فرمان نبوی واضح ثبوت ہے کہ جس عورت سے شادی ہونے والی ہے اس کو دیکھ لینا اور کچھ نہیں تو مستحب ضرور ہے۔ ترمذی نے بھی لکھا ہے کہ بعض اہل علم اس حدیث کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ عورت کو شادی سے پہلے دیکھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اس کا وہ حصہ نہ دیکھا جائے جس کا دیکھنا حرام ہے اور یہی مذہب امام احمدؒ اور اسحاق کا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جس نے کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا پوچھا: انظرت الیھا؟ (کیا تو نے اس کو دیکھ لیا ہے) اس نے نفی میں جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ اس نے دیکھا نہیں ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے' تو آپ نے فرمایا:

﴿اذھب فانظر الیھا فان فی اعین الانصار شیئا﴾

" جاؤ اس عورت کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (عیب) ہوتا ہے"

امام نوویؒ کی شرح

امام نووی ؒ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس عورت کو دیکھنا جس سے شادی کرنے کا ارادہ کیا جائے مستحب ہے۔ یہی ہمارا شافعی مذہب ہے۔ امام ابو حنیفہ ؒ کا مذہب ہے' امام مالک ؒ کا مذہب ہے اور تمام کوفیوں کا۔ امام احمد ؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور جمہور علماء کا بھی۔ قاضی نے ایک قوم کی کراہت کا جو قول نقل کیا ہے وہ غلط ہے اور اس صریح حدیث کے خلاف اور اجماع امت کے مخالف ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

"پھر ہمارا' امام مالک ؒ کا اور جمھور کا مذہب یہ ہے کہ اس دیکھنے میں عورت کی رضا شرط نہیں ہے' بلکہ بغیر اطلاع عورت کی غفلت پا کر بھی اس کو دیکھا جاسکتا ہے۔ عورت سے طلب اذن کی بھی شرط نہیں ہے۔ عورت سے بغیر اجازت حاصل کئے اسے دیکھا جاسکتا ہے' اجازت کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے اور اس طرح کے معاملہ میں عورت کو اجازت دینے میں حیا بھی دامنگیر ہوا کرتی ہے اور معاملہ دھوکا کا ہے یقینی کا نہیں ہے۔ کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ عورت کو مرد کوئی اور دکھا دیا جاتا ہے اور شادی کسی اور سے کر دی جاتی ہے۔

مسلمان کی عزت اسلام کی نظر میں:

کسی پاکباز مسلمان کی آبرو ریزی کوئی معمولی جرم نہیں ہے' جتنی قیمت' ایک مسلمان کے خون کی ہے' کم وبیش اسی درجہ میں اس کی عزت اور آبرو کی بھی ہے۔ حجتہ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کی اہمیت بتائی ہے اس میں ایک عزت و آبرو بھی ہے کہ جو درجہ مکہ مکرمہ کے اندر ماہ ذی الحجہ کے یوم عرفہ کو حاصل ہے ایسا ہی درجہ مسلمان کی عزت و آبرو کو بھی حاصل ہے۔

سزا عموماً اس کی نوعیت کے اعتبار سے مقرر کی ہے' یعنی جرم کی جیسی نوعیت ہوتی ہے اسی طرح کی سزا بھی اس کو دی جاتی ہے مثلاً چور کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے اس لئے کہ اس کام میں ہاتھ کو بڑا دخل ہے' ڈاکو کی سزا شریعت نے یہ مقرر کی ہے کہ ایک پیر اور ایک ہاتھ کاٹا جائے۔ کھلی بات ہے اس کا جرم چور سے بڑا ہے۔

پھر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے سزا کی دو قسمیں مقرر کی ہیں : ایک کا نام "حد" ہے۔ دوسری کو تعزیر کہتے ہیں۔ "حدود" میں ان جرموں کو رکھا ہے جن کی طرف طبیعت کو رغبت ہے۔ حدود میں چوری' ڈکیتی' مے خواری زنا وغیرہ ہیں۔

کوئی شبہ نہیں ہے کہ زنا ایک ایسا فعل ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان جلد ہوتا ہے اور اس میں انسانی طبیعت کے لئے بڑی کشش اور ظاہری طور پر بڑی لطف اندوزی ہے' اس لئے اسلام نے اسے "حدود" میں شمار کیا ہے اور اس جرم کی سزا میں بڑی شدت اور سختی سے کام لیا' نرمی کا کوئی نام و نشان نہیں اور طرز سزا بڑا ہی عبرت انگیز اور دردناک

ہے۔

زنا کی سزا اور جرم کی نوعیت:

زنا کار مرد و عورت کی سزا یہ ہونی چاہیئے تھی کہ ان کی شرمگاہیں کاٹ دی جائیں اور زنا کار کے اس حصہ کو خصوصیت سے اذیت پہنچائی جاتی جس سے یہ فعل صادر ہوتا ہے مگر اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زنا میں وطی ہوتی ہے اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ وطی اور جماع میں لذت صرف خاص اعضاء ہی کو نہیں ملتی بلکہ اس وقت جسم کے کونے کونے میں اس لذت کی بجلی دوڑ جاتی ہے اور وقت خاص میں آدمی کا بال بال لذت اور لطف محسوس کرتا ہے اس لئے اسلام نے مناسب یہی سمجھا کہ سزا بھی اسی طرح کی تجویز کی جائے جس کی وجہ سے اذیت ظاہری طور پر بھی تمام جسم کو پہنچے۔

عضو خاص کے کاٹ دینے کی صورت میں سزا کا جو منشا ہے وہ پورا نہیں ہوتا: کیونکہ سزا سے تکلیف کے ساتھ یہ بھی مقصد ہے کہ مجرم کو عبرت ناک سزا دی جائے اور یہ معلوم ہے کہ اس حصہ کا مقام پردہ میں ہے جس پر کسی طرح نگاہ پڑ ہی نہیں سکتی مثلاً چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس پر ہر شخص کی نگاہ پڑتی ہے مگر شرمگاہ پر کس کی نظر پڑ سکتی ہے؟

دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ سزا جرم سے بڑھ جاتی ہے کیونکہ "عضو خاص" کے کاٹ دیئے جانے سے قطع نسل لازم آتی ہے۔ پھر یہ کہ عضو کے کاٹنے کی صورت میں ہلاکت کا یقین نہیں تو ظن غالب بہرحال ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ انہی وجوہ سے زنا کی سزا اسلام نے قطع "عضو خاص"

مقرر نہیں کی۔

پھر تھوڑے سے تامل سے یہ بات بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جس طرح چور اور ڈاکو کی سزا میں تفاوت ہے اسی طرح اس شخص کی سزا میں بھی تفاوت ہونا چاہئے جو محصن شرعی ہے اور جو "محصن شرعی" نہیں چنانچہ اسلام نے اس کا بھی پورا لحاظ رکھا ہے اور دونوں کی سزا میں نمایاں فرق ملحوظ رکھا ہے۔

زناکار کی سزا

اسلام نے زنا کی سزا مقرر کر رکھی ہے' ارشاد ربانی ہے:

﴿الزانیه والزانی فاجلدواکل واحد منهمامانه جلده ولاتاخذکم بهما وارقه رانه فی دین الله ان کنتم تومنون بالله والیوم الاخر﴾

(النور-۱)

" زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سو ان میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ سو درے مارو اور تم لوگوں کو اللہ تعالٰی کے معاملہ میں ان دونوں پر ذرا رحم نہ آنا چاہئے۔ اگر تم اللہ تعالٰی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔"

اللہ اکبر! لب و لہجہ پر غور کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے یہاں اپنی ساری نرمی اٹھا رکھی ہے اور اس کے غضب کی تلوار بے نیام ہے وہ ظاہر ہے مگر حاکم کو بھی تنبیہ اور تہدید ہے اور اس کو ہدایت دی جارہی ہے کہ تم یہاں کسی پر بھی رحم و کرم کھانا بھول جاؤ۔

اس شخص پر کیسے ترس کھایا جائے جس کے سامنے اسلام نے عفت و عصمت کی اہمیت کھول کر رکھی' ساتھ ہی زنا کے مفاسد اور اس کے دینی

و دنیوی نقصانات اس پر ظاہر کئے اور جائز طریقے سے جنسی میلان کی تکمیل کی اجازت مرحمت کی اور پھر بھی اس نے حدود اللہ کو توڑا۔

اس موقع پر عدم شفقت کی تکمیل غالب اس وجہ سے بھی ہے کہ عموماً ایسے موقع پر آدمی کو یہ سوچ کر رحم آجاتا ہے کہ یہ انسان کی فطری خواہش ہے جس سے کبھی وہ مغلوب ہو جاتا ہے اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جو کچھ ہوا' دونوں کی رضا مندی سے ہوا۔ آیت میں اس شیطانی وسوسہ کی بھی مذمت مقصود ہے۔

زنا کار کی سزا کی تشہیر:

بے رحمی سے سو کوڑے، مارے جانے کے علاوہ یہ بھی ہدایت ہے کہ جب زنا کار نے اپنی عفت کو داغ لگایا اور اس کی شرم و حیا کو زمین آسمان نے جذب کر لیا تو پھر اس کی سزا پردہ میں کیوں ہو' بلکہ اس سزا کے وقت ایمان والوں کا ایک ہجوم ہو تا کہ سزا کی خوب تشہیر ہو اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہ عبرت و بصیرت بن سکے۔

﴿ولیشھد عذابھما طائفہ من المومنین﴾

(نور-۱)

" اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو ضرور حاضر ہونا چاہئے"

شاید لوگوں کی موجودگی سے یہ بھی مقصود ہے کہ عوام کو اس کا علم ہو جائے کہ اس مجرم نے عذابی کیڑوں کو جذب کر لیا ہے جو ممکن ہے موقع پر ان کو معاف نہ کریں اور دوبارہ جرم پر آمادہ کر دیں اس لئے اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ قرآن پاک کی یہ آیت۔

﴿الزانی لاینکح الا زانیه اومشرکه والزانیه لاینکحها الا زان اومشرک﴾ (نور۔۱)

"زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ کے یا مشرکہ کے اور زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا مشرک کے"

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو زنا کار ہوتا ہے اسکی اول نظر زانی پر جاتی ہے اور اس فعل کی وجہ سے بطور عذاب زنا کا خیال اس کی طبیعت میں رس بس جاتا ہے اس لئے ایسے شخص سے ہوشیار رہنا بہت ضروری ہے۔

بے حیا عورت پر پابندی

بے حیا عورت کے متعلق قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس کی بے حیائی ظاہر ہو چکی ہو تو اس پر پابندی عائد کر دی جائے اور خیال رکھا جائے کہ وہ گھر کی چار دیواری سے نکلنے نہ پائے' کیونکہ اس کا باہر نکلنا ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے' عورت پھر کوئی بے حیائی کے کام کا موقع ڈھونڈ نکالے گی یا برے مرد اس کو خوامخواہ چھیڑیں گے خواہ نہ بھی چاہے کیونکہ یہ بات بڑی حد تک درست ہے کہ جس نے ایک مرتبہ زنا کا ارتکاب کیا اس سے دوبارہ اس جرم کا ارتکاب لوگ بعید نہیں سمجھتے مگر ہاں شادی کے ذریعہ' اگر شادی نہیں ہوئی ہے اصلاح کی امید کی جاتی ہے۔ جس آیت سے پابندی عائد کرنے کا حکم سمجھ میں آتا ہے یہ ہے:

﴿واللاتی یاتین لفاحشه من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعه منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت اویجعل الله لهن سبیلا﴾

(النساء۔۳)

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں، تو تم لوگ ان پر اپنے میں سے چار آدمی گواہ کر لو، سو اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کو گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راہ تجویز کر دے"

بہرحال اتنی بات ضرور ہوتی ہے کہ زنا کار مرد اور عورت کے ساتھ سلوک اس طرح ہو کہ وہ محسوس کرے کہ جو کچھ میں نے کیا اتنا برا ہے کہ سماج اور سوسائٹی بھی اسے برداشت نہیں کر سکتی ہے اور اس طرح وہ اپنے کئے پر پچھتائے، کسی لفظ سے اس کے اس برے فعل پر تائید کا پہلو نہ ہونے پائے، تاکہ دوسرے پر بھی معاملہ اثر انداز ہو۔

عہد نبوی میں "حد زنا" کی عملی مثال موجود ہے، کتب احادیث میں واقعات پڑھے جا سکتے ہیں۔ اوپر جو سزا بیان کی گئی ہے وہ اس شخص کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور غیر شادی شدہ ہو اور اس شخص نے بخوشی زنا کا ارتکاب کیا ہو تو اس کی سزا سو کوڑے ہے جو تمام بدن کے متفرق حصوں پر لگائے جائیں گے، صرف چہرہ اور ان اعضاء کو جن پر ضرب لگنے سے انسان مرجاتا ہے محفوظ رکھے جائیں گے۔

اسلام کا قانون رجم:

اور اگر یہ زانی شخص آزاد ہونے کے ساتھ محصن بھی ہو یعنی نکاح صحیح کر کے اپنی بیوی سے جماع کر چکا ہو تو اس کی حد "رجم" یعنی اس زناکار مرد اور عوت کو سنگسار کیا جائے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے بیان کیا کہ میں نے زنا

کیا ہے اس نے چار بار اپنے اوپر شہادت دی' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم ' سنگسار کا حکم فرمایا۔ جو کہ شادی شدہ تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں ' ان کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو پکار کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوگیا۔ یہ سن کر پہلے آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا' لیکن اس نے یہ بات چار مرتبہ کی۔ اس کی چار دفعہ گواہی کے بعد آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا تو پاگل ہے؟ اس نے عرض کی' آپ نے پوچھا "ہل احصنت" (کیا تو شادی شدہ ہے؟" اس نے عرض کی "نعم" ہاں اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور رجم کرو۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے رجم کا واقعہ کتب حدیث میں بہت مشہور ہے کہ انہوں نے خود آکر خدمت نبوی میں جرم کا اعتراف کیا۔ آپ نے پہلے ٹالنے کی کوشش کی مگر چار بار انہوں نے ارتکاب کیا' اس طرح جب یقین ہوگیا تو آپ نے ان کے رجم کا حکم جاری فرمایا اور وہ سنگسار کئے گئے۔

رجم کی حقانیت:

یہ بالکل درست ہے کہ قرآن میں رجم کا حکم صراحتاً مذکور نہیں ہے' مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا انکار کر دیا جائے جبکہ صحیح حدیثوں میں بکثرت اس طرح کی مثالیں موجود ہیں اور خود ارشاد نبوی میں بھی

صراحتاً" رجم کا حکم مذکور ہے۔

﴿لقد خشیت ان یطول الناس زمان حتی یقول قائل لانجد الراجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضہ انزلھا اللہ الاوان الرجم حق علی من زنی وقد احصن اذاقامت البینہ اوکان الحمل اوالاعتراف﴾

(بخاری)

"مجھے خوف ہے کہ ایک عرصہ دراز کے بعد کہنے والے یہ کہنے پر نہ اتر آئیں کہ ہم کتاب اللہ میں "رجم" کا حکم نہیں پاتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہوئی تو وہ اس ایک فریضہ کے ترک کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے' سن رکھو شادی شدہ زانی پر رجم حق ہے جب ثبوت شرعی یا دلیل شرعی یا اعتراف پایا جائے۔"

آپ کا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور بعد کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے وہی کہا مگر الحمدللہ ان کی یہ بات انہی تک محدود رہی اور امت اس گناہ سے محفوظ رہ گئی' جمہور امت کے یہاں "رجم" کا حکم بالکل بجا ہے اور امت میں یہی حکم رائج ہے۔

عقل سے بھی رجم کی تائید ہوتی ہے' کیونکہ محصن اور غیر محصن کی سزا میں فرق ضرور چاہیئے اور اس کی یہی صورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ غیر محصن کے راہ راست پر آجانے کی کافی امید ہے کہ شادی سے جنسی میلان کا راستہ کھل جائے گا اور اس میں بری عادت باقی نہ رہے گی مگر شادی شدہ سے جب یہ جرم سرزد ہوتا ہے تو خطرہ ہے کہ اس کا وجود مرض متعدی کی حیثیت اختیار نہ کرے۔ اس لئے اچھا ہے کہ اس کے وجود سے سوسائٹی پاک ہو جائے۔

رجم کا طریقہ:

بہر حال محصن مرد اور عورت میں سے اگر زنا پایا جائے اور ثابت ہو جائے تو ان کو سنگسار کیا جائے گا' اس کی صورت یہ ہوگی ایک کھلی ہوئی جگہ پر مجرم کو لے جایا جائے گا' جہاں قاضی اور گواہ موجود ہوں گے۔ اگر اعتراف جرم سے یہ فیصلہ ہوا ہے تو حاکم بسم اللہ کرے گا اور گواہی سے جرم ثابت ہوا ہے تو گواہ ابتداء کریں گے' یعنی پہلے یہ پتھر اٹھا کر اس پر ماریں گے' پھر عام عوام' اور اس طرح پتھر مارتے مارتے اس کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا جائے گا۔ عورت کو رجم کرنا ہوگا تو اس کے لئے گھڑا کھودا جائے گا اور نصف بدن اس میں گاڑھ دیا جائے گا۔ تاکہ بے ستری کا خوف نہ رہے۔

غلام اور لونڈی کے احکام لئے آزاد سے آدھی سزا ہے۔

(سورہ النساء:۲۵)

زبردستی زنا اور اس کا حکم:

اگر کسی عورت سے زبردستی زنا کیا گیا ہے تو اس پر حد نہیں ہے۔ بخاری نے اپنی جامع میں ایک باب یہی باندھا ہے "اس عورت پر حد نہیں ہے جس سے زبردستی زنا کیا گیا ہو" اور اس باب کے تحت پہلے یہ آیت نقل کرتے ہیں:

﴿ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم﴾

(نور۔۳)

"اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے"

پھر یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک غلام نے ایک لونڈی سے زبردستی زنا کیا' یہ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوا تو آپ نے ثبوت کے بعد غلام پر حد جاری کی مگر لونڈی کو بری کر دیا' کیونکہ اس سے زبردستی کی گئی تھی۔

عہد نبوی کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک خاتون نماز کے لئے نکلیں' راستہ میں ایک مرد سے ان کی ملاقات ہوگئی' مرد نے اس خاتون کو پکڑ لیا اور زبردستی اس کے ساتھ زنا کیا' یہ خاتون چیخی چلائی تو لوگ دوڑے اور زانی کو گرفتار کر لیا' پھر یہ زانی دربار نبوی میں پیش ہوا' چنانچہ اس شخص نے جرم کا اقرار کر لیا' عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذهبی فقد غفرالله لک" تو جا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا۔ اور زانی کے لئے رجم کا فیصلہ فرمایا۔

پاگل کا حکم:

پاگل کا حکم بھی یہی ہے یعنی اس پر بھی حد نہیں ہے۔

﴿ان القلم مرفوع عن ثلثه عن المجنون حتى يبرا وعن النائم حتى يستيقظ وعن الصبى حتى يعقل﴾

(جمع الفوائد)

"تین سے قلم اٹھا لیا گیا ہے' پاگل سے جب تک جنون کے مرض سے اچھا نہ ہو جائے' سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو جائے اور بچہ سے جب تک عاقل نہ ہو جائے"

اسلام کے ان قوانین سے عصمت و عفت کی جو اہمیت سمجھ میں آتی ہے اس پر بار بار غور کیا جائے اور انصاف کیا جائے اگر اسلام کا یہی

قانون پوری دنیا میں نافذ کر دیا جائے۔ دنیا سے بدکاری (جو وبا کی طرح پھیل پڑی ہے) یقیناً ختم ہو جائے گی۔ دنیا چاہتی ہے کہ اخلاق و اعمال کی بلندی اور عزت کا تحفظ عمل میں آئے اس کا ایک ہی حل ہے کہ اسلام کے قانین رائج کر دیئے جائیں۔

مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں امتیازی فرق یہ ہے کہ کوئی مرد (یعنی چادر یا شلوار) ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چل پھر سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے مگر نہ کوئی عورت ننگے پاؤں بازار میں گھوم سکتی ہے نہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اس بارے میں مزید ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلتا ہے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا۔ ہمیں یعنی عورتوں کو کیا حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بالشت کپڑا لٹکا لیا کریں۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ایک بالشت کپڑا لٹکانے سے تو ہمارے قدم ننگے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک ہاتھ تک کپڑا نیچے لٹکا سکتی ہیں اس سے زائد نہیں۔

یہی حدیث سنن النسائی اور جامع الترمذی میں ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے مسئلہ پوچھا کہ میں اپنے کپڑے کا کنارہ زمین پر لمبا چھوڑتی ہوں اور کوڑے والی جگہ پر چلتی ہوں تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خراب جگہ کے بعد جو پاک جگہ آئے گی وہ کپڑے کو پاک کر دے گی۔

؎ (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۴۰ طبع نور محمد کراچی ' سنن ابن ماجہ ص ۴۰ ' ادارہ احیاء السنہ

سرگودھا۔ جامع الترمذی ص ۲۰ مجتبائی لاہور)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنھن کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿وازواجه امهاتهم﴾

(الاحزاب)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں"

اور ازواج مطہرات کا مقام اور عظمت جمیع مسلمانوں میں مسلم ہے۔ اس کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے:

﴿اذا سالتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب﴾

(الاحزاب ۵۳)

" جب تم نے امہات المومنین (اپنی ماؤں) سے کسی چیز کا سوال کرنا ہے تو حجاب (پردہ) کے پیچھے سوال کرو"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿یایها النبی قل لازواجک و بناتک ونساء المومنین یدنین علیهن من جلابیبهن﴾

(الاحزاب ۔۵۹)

" اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور ایماندار لوگوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھیں"

اگر تم مومن عورتیں ہو تو یہ لباس مومن عورتوں کا نہیں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف (رحمت کی نگاہ سے) نہیں دیکھے گا(۱) والدین کا نافرمان (۲) مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورت (۳) دیوث۔

(الامام الاحمد ص ۱۳۴ ج ۲۔ سنن النسائی ص ۲۹۲ المکتبہ السلفیہ لاہور واللفظ الاحمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے شرابی' عاق اور دیوث جو اپنے گھر میں خباثت کو جگہ دیتا ہے

(مسند الامام احمد ص ۶۹' ۱۲۸ ج ۲)

دیوث وہ ہے جو اپنے اہل میں خباثت کو برقرار رکھتا ہے اور بے پردگی خباثت میں داخل ہے۔ علامہ سندھی نے کہا (ھو الذی لاغیرتہ لہ علی اھلہ) دیوث وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے بارہ میں بے غیرت ہو۔

مذکورہ تینوں احادیث کا معنی اور مفہوم ایک ہی ہے کہ ایک مومن' ایمان دار' آدمی کی چادر کی حالت یہ ہو کہ نصف پنڈلی سے ٹخنوں کے اوپر تک رہے ٹخنوں کے نیچے جس حصہ پر کپڑا ہو گا وہ آگ میں ہو گا۔

(مسند الامام احمد ج ۵ ص ۱۰)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی کا گوشت والا پٹھا پکڑا اور فرمایا کہ یہ چادر کی جگہ ہے اگر نیچے ہو جائے تو گنجائش ہے ٹخنوں پر چادر کا کوئی حق نہیں

(سنن ابن ماجۃ ص ۲۶۴ جامع الترمذی ص ۲۱۰ ج ۱)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیان کا کندھا پکڑ

کر اسے کہا اے سفیان بن سہل اپنی چادر نہ لٹکاؤ کیونکہ نیچے چادر لٹکانے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

(مسند الامام احمد ج ۴ ص ۲۴۶ تا ۲۵۰)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں یعنی تم ان کاموں کو کرنے میں کوئی گناہ یا حرج نہیں سمجھتے ہم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کر دینے والے کاموں میں شمار کرتے تھے اس کا ذکر محمد بن سیرین کے پاس کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عبادہ نے سچ کہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ چادر لٹکا کر چلنا بھی ہلاک کر دینے والے افعال میں سے ہے۔

(مسند الامام احمد ج ۳ ص ۴۷۰)

دوسری روایت میں ہے:

﴿ان النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبع رجلا حتی هرول فی اثره حتی اخذ ثوبه﴾

(مسند الامام احمد' ج ۴ ص ۳۹۰)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کپڑا لٹکا کر چلتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے چلے حتی کہ دوڑ کر اس کے کپڑے کو پکڑ کر فرمایا کہ اسے اونچا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر' اس نے عرض کی اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاؤں ٹیڑھے ہیں اور میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں اس کا مقصد تھا کہ میری ٹانگوں میں عیب ہے جو میں لوگوں سے چھپانا چاہتا ہوں اس لئے چادر کو لمبا چھوڑ کر پاؤں چھپائے ہوئے ہیں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اپنی چادر اونچی کرو اللہ

عزو جل کی ہر پیدا کی ہوئی چیز خوبصورت ہے۔ اس کے بعد اس کی چادر ہمیشہ نصف پنڈلی تک رہی۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبطی چادریں پہننے کو دیں اور اسامہ کو میرا حلہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میرے کندھے پکڑ لئے اور فرمایا کہ اے ابن عمر! پہننے والا کوئی بھی کپڑا جب زمین پر لٹکے گا تو وہ جہنم میں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا نصف پنڈلی تک چادر باندھتے تھے۔

(مسند امام احمد ج ۲ ص ۹۸)

حضرت عمرو انصاری رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں چادر لٹکائے ہوئے چل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور آپ نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور فرمانے لگے اے اللہ تیرا بندہ تیرے بندے (آدم علیہ السلام) کا بیٹا تیری امت حوا علیہ السلام کا بیٹا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہت خوبصورت پیدا کیا ہے اے عمرو! اور رسول اللہ نے اپنے ہاتھ کی چار انگلیاں عمرو کے گھٹنے کے نیچے ماریں اور کہا اے عمرو! یہ ہے جگہ ازار (چادر) کی پھر انکو اٹھایا اور ان کو دوسرے گھٹنے کے نیچے رکھا اور فرمایا اے عمرو! یہ ہے جگہ چادر کی۔

(مسند امام احمد ص ۲۰۰ ج ۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریم بن فاتک اسدی سے فرمایا

۵۶

اگر تجھ میں دو خصلتیں نہ ہوں تو بہت اچھا آدمی ہے ایک چادر لٹکانا اور بال لمبے چھوڑنا۔

فرمایا ایک نوجوان اپنی چادر لٹکائے ہوئے اکڑتا ہوا اپنے حلہ (ایک ہی رنگ کی دو چادروں) میں چل رہا تھا وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ زمین اس کو لقمہ بنا کر اپنے اندر نگل گئی۔ وہ اس وقت سے لے کر آج اور آج سے لے کر قیامت تک زمین کے اندر دھنستا چلا جائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۶۷، ۳۹۲)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے چادر کے متعلق مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ خبر رکھنے والے کے پاس پہنچے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی چادر نصف پنڈلی تک ہے۔ اس کے نیچے ٹخنوں تک کوئی گناہ نہیں اس کے نیچے جس حصہ پر کپڑا ہو گا وہ آگ میں ہو گا۔ جس نے تکبر سے اپنی چادر ٹخنوں پر لٹکائی اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(مسند الامام احمد ج ۳ ص ۴۴)

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ میں بغیر اجازت ان کے گھر میں داخل ہو گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مجھے تعلیم سکھائی کہ جب تو کسی کے گھر میں آئے تو اجازت طلب کر۔ اگر اجازت مل جائے تو داخل ہوتے وقت اسلام علیکم کہے۔ وہ مجھے تعلیم دے رہے تھے کہ ان کا پوتا عبداللہ بن واقد اپنا نیا کپڑا جو اس نے پہنا ہوا تھا کھینچتا ہوا گزرا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے اپنی چادر اونچی کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے اپنا کپڑا تکبر سے کھینچا

اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔

(مسند امام احمد صفحہ ۳۳ جلد ۲)

﴿ثم رای بنہ واقد یجر ازارہ﴾

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے واقد کو دیکھا اسے چادر گھسیٹ گھسیٹ کر چلنے سے منع کر دیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آدمی قطعاً جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی بھر بھی تکبر ہے۔

سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۱۴)

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اور ایمان کو تکبر کی ضد قرار دیا اور فرمایا جس دل میں رائی بھر ایمان ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(سنن ابی داؤد ص ۱۱۴ ج ۲)

اس نے انکار کر دیا اور بڑا بن گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر اپنا خیال پیش کیا اور رب کائنات کی نافرمانی کرکے فاسق ہو گیا۔

﴿ففسق عن امر ربہ﴾ (القرآن)

بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ موجود ہے ایک آدمی آپ کی بیمار پرسی کے لئے آیا (جب آپ کو ابو لولو غلام نے خنجر مار کر شدید زخمی کر دیا تھا یعنی آپ آخری لمحات میں تھے) اور چند تعزیتی کلمات کہہ کر جانے لگا اس کی چادر زمین پر لٹک رہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلایا اور کہا اے بھتیجے! اپنا کپڑا اوپر اٹھاؤ اس سے زیادہ دیر باقی رہے گا اور رب کا تقویٰ تجھ میں زیادہ ہوگا

(صحیح البخاری ص ا ص ۵۶۴)

۵۸

ٹخنوں پر لٹکنے والا کپڑا کاٹ دینا چاہیے:

جناب خزینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قینچی منگوائی اور ایک آدمی کے ازار (چادر) ٹخنوں سے اوپر رکھ کر نیچے جتنی سب کاٹ دی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۸،۵،۲ طبع بمبئی معذلات حدیث نمبر ۴۸۸۸ طبع دارالفکر بروت ص ۲۳۰)

کسی بھی فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے پر ایماندار لوگ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ اور یہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے ہیں۔

(سورۃ النور ۵۱)

۵۹
عورتوں سے مشابہت سے بچنا

﴿لقد خلقنا الانسن فی احسن التقویم﴾

(التین ۹۵/۴)

" ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے "

ثابت ہوا کہ جوڑا انسان کی صورت اور ساخت ہے وہ نہایت بہترین و پسندیدہ ہے اور انسان کو اللہ تعالٰی نے جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ دونوں میں ظاہری تمیز کے لئے مردوں کو داڑھی والا بنایا ہے جس سے مرد کا حسن اور رعب دوبالا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ مرد کے چہرے کا تاج اس لئے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہر ایک مذہب خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم لیکن ان کا بڑا داڑھی والا ہوتا ہے۔ گویا کہ فطری طور پر انسان داڑھی کو اپنے لئے موجب عزت جانتا ہے کیونکہ یہ رنگ الٰہی ہے جس کے برابر کوئی رنگ نہیں۔

﴿صبغته الله ومن احسن من الله صبغه﴾

(البقرۃ ۱۳۸/۲)

" اللہ کا رنگ ہم نے اختیار کیا ہے اور بتلاؤ تو اللہ سے کس کا رنگ اچھا ہے؟"

اور جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کے لئے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے۔

قارئین! غور فرمائیں جب ذہن صاف تھا تو الٰہی بانٹ سب کو اچھی لگتی تھی۔ جب ذہن گندا ہوگیا تو اچھی شکل بری اور بری شکل اچھی نظر

آنے لگی۔ دراصل شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرات کی اور کہا:

﴿لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا۔ ولا ضلنهم ولامنینهم ولامرنهم فلیبتکمن اذان الانعم ولامرنهم فلیغیرن خلق الله﴾

(النساء ۴/۱۱۸-۱۱۹)

"میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کا لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چارپاؤں کے کانوں کو تراشیں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے"

یعنی اس نے اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے جو طریقے اور ذرائع بتائے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کو ایسی تعلیم دے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدلیں گے۔ ثابت ہوا کہ داڑھی کا مونڈھنا یا کاٹنا شیطان کی پیروی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

﴿عن ابن عباس رضی الله عنه قال لعن النبی ﷺ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال﴾

(رواہ بخاری فی صحیح)

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مسند احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں اسی طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

﴿لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء﴾

(الجامع الصغیر ۲/ ۱۲۳)

" اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے"

قارئین! جس کام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو وہ بہت کبیرہ اور خطرناک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیثمی نے الزواجر عن اقتراف الکبائر میں اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور ظاہر میں داڑھی مرد کی خصوصی طور پر پہچان ہے اور داڑھی کا نہ ہونا عورت کی خصوصی طور پر پہچان ہے پس جو شخص داڑھی کو مونڈھتا ہے وہ یقیناً عورت سے مشابہت کرتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

﴿وبھا ای اللحیتہ بتمیز الرجال من النساء﴾

(احیاء علوم الدین)

" یعنی اس داڑھی سے مرد عورتوں سے جدا ہوتے اور پہچانے جاتے ہیں۔"

پس وہ اس وعید شدید میں داخل ہے اور داڑھی سب انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

﴿یبنوم لا تاخذ بلحیتی ولا براسی﴾

(طہ ۲۰/ ۹۳)

"اے میرے بھائی تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ سر (کے بال) کو پکڑو"

نیز "الدور المنثور" میں آدم اور موسی علیہم السلام دونوں کی داڑھی مبارک کا ذکر ہے اور سابق انبیاء علیہم السلام کی پیروی کا بھی حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اولیک الذین ھدی اللہ فبھد نھم اقتدہ﴾

(الانعام ۶/ ۹۰)

"یہ (انبیا) ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقے پر چلیے"

ماسوا ان کاموں کے جن کو ہماری شریعت محمدی نے منسوخ کیا ہو لیکن داڑھی کے حکم کو اس شریعت نے منسوخ نہیں کیا بلکہ ثابت رکھا اور اس کی تاکید فرمائی چنانچہ ہمارے مرشد اعظم سید الانبیا والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک آپ کے سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی چنانچہ شمائل ترمذی باب ماجاء فی رویۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام میں زید الفارسی سے روایت ہے:

﴿قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فی زمن ابن عباس فقلت لابن عباس انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول ان الشیطان لا ینستطیع ان یسنسبتہ بی فمن رانی فی النوم فقد رانی ھل تستطیع ان تنعت ھذا الرجل الذی رانیت فی النوم قال نعم انعت لک رجلا بین الرجلین جسمہ ولحمہ اسمر الی البیاض اکحل العینین حسن الضحک جمیل دوائر الوجہ قد ملات لحیتہ ما بین ھذا الی ھذا وقد ملات بنحرہ فقال ابن عباس لورایتہ فی

اليقظه ما استطعت ان تنعته فوق هذا﴾

(شمائل ترمذی)

" اس نے کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے اس کا ذکر کیا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان میری مشابہت رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا پس جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیا تو اس شخص کی صفت بیان کر سکتا ہے جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے؟ کہا ہاں' وہ درمیانہ قد والا' گندمی رنگ سفیدی کی طرف مائل' آنکھیں بڑی گویا کہ سرما ڈالا ہوا ہو' خوبصورت مسکراہٹ اور شکل' گول چہرہ اور داڑھی مبارک جو سینہ کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو جاگتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو یہی صفت بیان کرتا نہ کہ اس سے زیادہ۔

﴿واتفقوا ان حلق جميع اللحيته مثلته لا تجوز﴾

(الجامع الصغیر)

" امت کے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی کو مونڈھنا مثلہ (عیب دار کرنا) ہے اور یہ جائز نہیں"

اور مثلہ کے بارے میں حدیث میں منع وارد ہے۔

﴿فاخرج الحاكم فى المستدرك نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المثلته﴾

(الجامع الصغیر)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے"

مثلہ کا معنی جسم کو عیب دار کرنا مثلہ یہ ہے کہ قتل کرکے اس کے ناک اور ہونٹ کاٹے جائیں اور بالوں کا مثلہ یہ ہے کہ گالوں کے بال مونڈھے یا نوچے جائیں یا اس کو سیاہ خضاب لگایا جائے جیسا کہ لغت اور حدیث کی مشہور کتاب (النہایہ فی غریب الحدیث والاثار) مصنفہ امام ابن الاثیرالجزری)

﴿عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خالفوا المشركين اقصوا الشوارب واوفروا اللحى﴾

(رواہ مسلم)

" ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھا کر پورا کرو"

﴿عن ابی هريره قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جزوا الشوارب وارخوا اللحى﴾

(رواہ مسلم)

" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو ڈھیل دے دو"

تشریح: ڈھیل دینے کا معنی تب صحیح ہو سکتا ہے کہ اس کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے اصل میں وارخوا اللحی لٹکانا اور طول دینا ہے۔

﴿عن ابن عمر عن النبی صلى الله عليه وسلم انه امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحيته﴾

(رواہ مسلم)

" ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مونچھوں کو کاٹنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم ہوا ہے۔"

﴿عن ابی هریره قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اهل الشرک یعفون شواربهم ویخفون لحاهم فخالفوهم فاعفوا اللحی وقصوا الشوارب﴾

(رواہ البزار)

" ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرک لوگ مونچھوں کو چھوڑتے اور داڑھیوں کو کاٹتے رہتے ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو اور مونچھوں کو کاٹتے رہو"

﴿عن ام المومنین عائشه" رضی الله عنهما قالت: قال رسول اله صلی الله علیه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحیته والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانته وانتقاص الماء قال زکریا قال مصعب ونسیت العاشره الاان تکون المضمضته﴾

(رواہ مسلم ۱۲۹/۱)

" ام المومنین حضرت عاشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت اسلامیہ میں سے ہیں (۱) مونچھیں کاٹنا (۲) داڑھی کو چھوڑ دینا (۳) مسواک کرنا (۴) وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا (۷) بغل کے بال نوچنا (۸) زیر ناف بال مونڈھنا (۹) استنجا کرنا۔ راوی مصعب بن شیبہ کہتا ہے کہ دسویں چیز مجھے بھول گئی ہے

شاید کلی کرنا ہو"

امام نووی اس حدیث کے تحت (صفحہ مذکورہ) میں فرماتے ہیں:

﴿ واما قوله ونسیت العاشرة الاان تکون المضمضته فهذا شک منه فیها قال القاصی عیاض ولعلها الختان المذکور مع الخمس وهواولی ﴾

(صحیح مسلم)

"یعنی راوی معصب کا یہ قول کہ شاید کلی ہو" یہ اس کے شک اور گمان کی بنا پر ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ شاید اس سے مراد ختنہ ہو۔ چنانچہ صحیح مسلم میں اس سے کچھ مختلف اسی صفحہ پر دوسری حدیث ہے جس میں پانچ چیزیں فطرت بتائی گئی ہیں یعنی ختنہ کرنا' زیر ناف بال مونڈھنا' مونچھیں کاٹنا' ناخن کاٹنا اور بغل کے بال نوچنا اور یہی مراد لینا بہتر ہے یعنی ایک حدیث دوسری کی تفسیر کرتی ہے۔

﴿ قال الخطابی ذهب اکثر العلماء الی ان المراد بالفطر هنا السنته وکذا قال غیره قالو والمعنی انها من سنن الانبیاء علیهم السلام وقالت طائفه الدین وبه جزم ابونعیم فی المستخرج وقال النووی فی شرح المهذب جزم الماوردی والشیخ ابواسحاق بان المراد من الفطره فی هذا الحدیث الدین وقال ابوشامته والمراه من الفطره فی حدیث الباب ان هذا الاشیاء اذا فعلت اتصف فاعلها بالفطره التی فطر الله العباد علیها وحثهم علیها واستحبها لهم لیکونوا علی اکمل الصاف واشرفها صوره وقال البیضاوی هی السنته القدیمته التی اختاربها الانبیا علیهم السلام واتفقت علیه الشراع فکانها امر جبلی فطروا علیها ﴾

(فتح الباری)

" ان عبادات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ لفظ فطرت کے دو معنی علماء

سے مشہور ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد دین ہے اور دوسرا یہ کہ وہ طریقہ جو سب انبیاء علیہم السلام کا ہے جن کی اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور جملہ شریعتیں اس امر پر متفق رہی ہیں اور جب انسان اس طریقہ کو عمل میں لائے گا جس سے انسان پہچانا جائے کہ وہ الہی فطرت پر ہے گویا کہ یہ انسان کی کامل صفتیں ہیں جو ان کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہیں ان عبارات سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی والا انسان بے دین سمجھا جائے گا اور جب تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور انہوں نے اس طریقہ کو اختیار کیا ہے اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں تو پھر بغیر داڑھی رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا سب انبیاء علیہم السلام کی نافرمانی اور جمیع شریعتوں کے ساتھ بغاوت ہے اور داڑھی سے انسان پہچانا جاتا ہے کہ وہ اصلی فطرت اسلامی پر قائم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت دے آمین "

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں کو اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

یہ حدیث دیگر کتب حدیث میں موجود ہے - صحیح البخاری ۲/۸۷۴) سنن ابی داؤد (کتاب اللباس) میں اور سنن ابن ماجہ (کتاب النکاح) میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوزن کو جو ایک دوسرے کی مشابہت کرتے ہیں گھروں سے نکالنے کا حکم دیا ہے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ اور ان کو گناہوں سے پاک نہیں کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ لوگ نامراد ہو گئے اور نقصان اٹھانے والے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ایک (چادر یعنی تہہ بند یا شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا) دوسرے منان (احسان کرکے جتلانے والا) تیسرا جھوٹی قسم سے مال فروخت کرنے والا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ (یعنی تہہ بند یا شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا اور ان کی طرف (نظر رحمت) سے نہیں دیکھے گا اور ان کو گناہوں سے پاک نہیں کرے گا یا تو وہ توبہ کریں اور گناہ چھوڑ دیں ورنہ جہنم کا عذاب الیم ان کے لئے ہے۔

(مسلم ۱/۱۷ سنن ابی داؤد۔ کتاب اللباس' سنن ابن ماجہ ابواب التجارات البیوع مسند الامام احمد۔ ۱۰۸/۰)

بلوغت کے بعد شادی کا حکم اور دیگر ہدایات

اسلام نے عزت کے ان تمام لوازمات کو اپنی تعلیمات میں سمو دیا ہے' جن سے عفت و اخلاق کی بنیادیں استوار ہوں اور پاکبازی و پاکدامنی کا ماحول فراہم ہو جائے ساتھ ہی کہیں سے کوئی ایسا رخنہ پیدا ہونے کا موقع نہیں دیا کہ جس سے شیطانی وسوسے راستہ پاسکیں اور انسان کو عزت کی مٹی پلید کرنے پر آمادہ کرسکیں۔

بلوغ کے بعد شادی کی تاکید:

بلوغ کے بعد اسلام نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ جلد سے جلد شادی ہو جانی چاہئے کہ یہ دور شباب کا ہے' امنگ کا زمانہ ہے اور جنسی خواہشات کے ابھرنے کا موقع ہے آدمی میں اس عمر میں گو مستقبل پر غور کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے مگر وہ جذبات کے نیچے دبی ہوئی ہوتی ہے' عموماً کمتر ہی لوگ عمر کے اس حصہ میں نفع و نقصان سوچنے کی زحمت برداشت کرتے ہیں' اس لئے اگر عمر کے اس نازک ترین حصہ میں قانونی نگرانی نہ کی جائے تو راہ راست سے دور پڑ جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ اس لئے خصوصیت سے نوجوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

﴿یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء فلیتزوج﴾

(بخاری)

"اے نوجوانو! تم میں جو جماع پر قادر ہو اس کو شادی کر لینا چاہئے"

شباب کا زمانہ بلوغ کے بعد شروع ہوتا ہے اور بتیس برس کی عمر تک رہتا ہے اور بعض کے نزدیک تیس تک۔

﴿قال الزمخشری ان الشباب من لدن البلوغ الی اثنین وثلاثین وقال النووی الاصلح المختار ان الشباب من بلغ ولم یجاوز لثلاثین ثم کھل الی ان یجاوز الاربعین ثم ھم شیخ ھکنا﴾

(ابن ماجہ ص ۱۳۴)

" زمخشری نے کہا ہے کہ شباب بلوغ سے بتیس سال کی عمر تک ہے اور نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ شباب بلوغ کے وقت سے لے کر تیس برس کی عمر تک ہے تیس سے چالیس تک کہل (ادھیڑپن) ہے چالیس کے بعد شیخ (بڑھاپا)"

بال سفید ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے' یہ مزاجوں کے اختلاف سے مختلف ہوا کرتا ہے' مقصد یہ کہ بلوغت کے فوراً بعد اسلام نے شادی کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور منشا یہی ہے کہ عمر کے اس ہنگامہ خیز زمانہ میں انسان غلط راستہ میں پڑ کر عزت کے دامن کو داغدار کرنے نہ پائے۔

لڑکے اور لڑکی کی شادی کا بار والد پر:

اس عمر میں عموماً انسان والدین کی زیر نگرانی ہوتا ہے' شادی کا سامان خود فراہم کرنا چاہے تو اکثر انسان نہیں فراہم کرسکتا۔ حیاء و شرم الگ دامن گیر ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضرورت محسوس کرنے پر بھی والدین سے کہنے کی جرات نہیں ہوتی اور ایسے زمانہ میں عفت و عصمت کبھی کبھی خطرہ میں گھر جاتی ہے اس لئے پیغمبر اسلام نے اس عمر کی شادی کی ذمہ داری والدین پر ڈالی ہے۔ ہدایت نبوی ﷺ ہے۔

﴿من ولدله ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیزوجہ فان بلغ ولم یزوجہ فاصاب اثما فانما اثمہ علی ابیہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان﴾

"جس شخص کے بچہ ہوا اس کو چاہئے بچہ کا اچھا نام رکھے تعلیم و تربیت کرے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے' بلوغت کے بعد اگر باپ نے شادی نہیں کی اور اس سے گناہ ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے"

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں' پہلی بات یہ کہ لڑکے لڑکی کو تعلیم و تربیت دے جو اس کی آئندہ زندگی میں رہبر کا کام دے اور اس کے دل میں خشیت الٰہی کی پرورش کرے تاکہ یہ گناہ کے کاموں سے مجتنب اور متنفر رہے' دوسری بات یہ کہ جونہی بالغ ہو باپ اس کی شادی کر دے' تاخیر اور تساہلی سے کام نہ لے' کیونکہ اگر والدین کی عدم توجہی سے تاخیر ہوئی اور اس اثنا میں اس سے گناہ سرزد ہو گیا تو والدین بھی گناہ سے نہ بچ سکیں گے۔

دوسری حدیث میں لڑکی کے متعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿قال فی التوراۃ مکتوب من بلغت ابنہ اثنتی عشرۃ سنہ لم یزوجھا فاصابت اثما فاثم ذالک علیہ﴾

(رواہ بیہقی' مشکوۃ)

"تورات میں لکھا ہے کہ جس کی عمر بارہ سال ہو جائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے اور اس لڑکی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ گناہ اس شخص پر ہو گا۔" یعنی اس کے باپ پر۔

ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائے تو والدین پر ذمہ داری ہے کہ جلد سے جلد ان کی شادی کر دیں' خود لڑکا اور لڑکی پر بھی ذمہ داری ہے کہ شادی کرنے

میں ٹال مٹول نہ کرے۔ وقت آئے تو فوراً تیار ہو جائے۔ والدین کا بھی فرض ہے کہ لڑکے لڑکی کی شادی وقت پر کر دیں مگر ان کی رائے معلوم کر کے۔ تاکہ راستہ مضبوط ہو سکے۔

شادی کی اہمیت:

والدین پر تاکید جتانے اور مسئلہ کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر وقت پر شادی نہ ہوئی اور والدین نے اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کیا اور اس کی وجہ سے لغزش ہوگئی اور لڑکے یا لڑکی میں سے زنا یا داعی زنا کا ارتکاب ہوگیا تو گناہ کا ایک حصہ والدین کو بھی ہوگا اور مرتکب معصیت تو گناہ میں ڈوب ہی جائے گا۔

رشتہ ازدواج میں استواری:

رشتہ ازدواج کے انعقاد میں اسلام نے اس کا بھی خیال رکھا ہے کہ رشتہ مضبوط بنیاد پر قائم ہو تاکہ آئندہ چل کر اس میں ضعف و اضمحلال نہ پیدا ہونے پائے' اسی وجہ سے شریعت نے اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جو دو اجنبی رشتہ دار مناکحت سے آپس میں مل رہے ہیں وہ دونوں اپنے عقائد و اعمال ' طرز معاشرت اور مسلک و مذہب میں ایک جیسے ہوں۔ اسی (بنیاد پر) مشرک مرد و عورت سے مسلمان مرد و عورت کی شادی کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کی یہ آیت: "لا تنکحوا المشرکات حتی یومن" جو نکاح مشرک کی حرمت کو بتاتی ہے۔

اسلام کی فحاشی سے روک تھام

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه﴾

( )

"مسلمان کی مسلمان پر عزت و آبرو اور اس کا مال و خون حرام ہے"

اور متہم کرنے والے کا یہ فعل اس آیت کے ضمن میں بھی آجاتا ہے۔

﴿ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشته فی الذين امنوا لهم عذاب اليم فی الدنيا الاخرة﴾

(نور۔۲)

" جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو' اس کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے۔"

اگر فرض کر لیجئے تہمت لگانے والا سچا ہے مگر جبکہ اس کو معلوم ہے کہ ہم چار گواہ شرعی پیش نہ کر سکیں گے اور یہ کہ بغیر گواہ شرعی حد قائم نہیں ہو سکتی ہے تو ایسی حالت میں بھی اس کو تہمت لگانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسی شکل میں جس کو تہمت لگا رہا ہے اس کی بے وجہ رسوائی ہے اور اپنی اذیت اور سزا' اس لئے اچھا ہے چشم پوشی کر جائے' ہاں خود بدکار کو سمجھانا چاہئے اور عذاب الٰہی سے ڈرانا چاہئے۔ اس طرح ثواب بھی مل جائے گا اور ممکن ہے مجرم اپنے جرم سے توبہ کر لے' لیکن اگر اس نے چار شرعی گواہ پیش کر دیئے اور شرعی طور پر اس کا جرم زنا ثابت ہو گیا تو پھر کوئی طاقت اسے قانون کی زد سے نہیں بچا سکتی اور شرعاً اس پر حد جاری ہو گی' اگر محصن شرعی ہے تو اس کی سزا رجم ورنہ سو کوڑے۔

۴۷

غیر عورت کی حالت مرد سے بیان نہ کی جائے:

اسلام نے ان راستوں پر بھی پہرہ بٹھا دیا ہے جو غیر محسوس طور پر عزت کے لئے خطرناک ہیں۔ مثلاً رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عورت جب عورت سے ملے اور اسے دیکھے تو وہ جاکر دوسری عورت کا حال کھول کر اپنے شوہر سے بیان نہ کرے کہ ممکن ہے اس کے شوہر کے دل میں دوسری عورت کی خوبی اور اس کا حسن و جمال گھر کر جائے اور وہ اس کے پیچھے پڑ جائے' ارشاد نبوی ہے:

﴿لاتباشرالمراۃ المراۃ فتنعتھالزوجھا کانہ ینظرالیھا﴾

(بخاری)

"عورت عورت کے ساتھ اس طرح نہ رہے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی حالت اس طرح کھول کر بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے"

اس طرح شہوت میں ابھار پیدا ہونے کا امکان بلاشبہ ہے اور پھر اس سے فتنہ کے برپا ہونے کا خطرہ بھی ہے۔

مرد اپنی بیوی کا راز ظاہر نہ کرے:

اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو بھی منع کیا ہے کہ وہ اپنے زن و شوہر کے باہمی راز کی بات کسی غیر مرد سے بیان کرے ارشاد نبوی ہے:

﴿ان من اشرالناس عند اللہ منزلتہ الرجل یفضی الی امراتہ وتفضی الیہ ثم ینشرسرھا﴾

(مسلم)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے کہ وہ اور اس کی بیوی یکجا ہو اور پھر مرد اس بھید کو کھول دے"

عورت کو جس طرح دوسری عورتوں کی ہیئت جسمانی وغیرہ کے بیان سے روکا گیا ہے اسی طرح یہاں مرد کو روکا گیا ہے کہ اپنی بیوی کے پرائیویٹ پہلو کو کسی کے سامنے بیان کرے۔ کیونکہ انسانی شہوت کا حال یہ ہے کہ جہاں کہیں اس طرح کی کوئی بات ہوتی ہے فطرتاً اس میں تلاطم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور تھوڑی ہی دیر کے لئے سہی انسانی دماغ کہاں کہاں کے چکر لگانے لگتا ہے اس لئے عقل و شعور کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح کی بے ہودہ باتوں سے پرہیز کیا جائے اور شہوت انگیز باتوں سے مکمل اجتناب برتا جائے۔

امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ بلا فائدہ مجملاً اجماع کا تذکرہ بھی مکروہ ہے' ہاں ضرورت کی بات اور ہے جیسے کوئی یہ سمجھے کہ جماع پر اس کی قدرت نہیں ہے تو البتہ ایسے موقع پر کسی معالج کے سامنے جماع کا تذکرہ مکروہ نہ ہوگا اور تفصیل تو ہر حال میں حرام اور بری چیز ہے۔

ہیجانی کیفیت پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب:

شریعت نے اسی وجہ سے ہر اس طریقہ سے منع کیا ہے جو انسانی طاقت میں ہیجان پیدا کر سکتا ہے اور جس سے کسی فتنہ و فساد یا گناہ اور معصیت کا اندیشہ سامنے آسکتا ہے۔ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے دواعی پر کڑی نگرانی فرمائی ہے کوئی بھی داعیہ جو عقل و شعور میں معصیت کا موجب ہو سکتا ہے اس کو عمل میں لانے سے منع فرما دیا ہے' چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا:

۷۶

﴿لا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا المراۃ الی عورۃ المراۃ﴾

(مسلم)

"کوئی مرد دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ عورت ہی دوسری عورت کا ستر دیکھے"

انسانی فطرت ہے کہ ستر کے دیکھنے سے شہوت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ مرد مرد کا ستر دیکھے یا عورت عورت کا' یا یہ شکل ہو کہ مرد عورت کا ستر دیکھے اور عورت مرد کا ستر دیکھے اور شہوت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے تو خطرہ منڈلانے لگتا ہے۔ انسانی طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور پھر ایک غلط جذبہ اس کے دل میں گھر کر لیتا ہے اور طبیعت میں گندگی ہے تو موقع پا کر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے' کبھی اس کی شہوت کا زور اسے کسی اجنبی عورت کی طرف مائل کر دیتا ہے اور کم و بیش یہی حال عورت کا ہوتا ہے کہ کبھی وہ آپس میں عشق و محبت کی داستان چھیڑ دیتی ہے اور کبھی کسی غیر مرد سے نظر لطف و کرم کی متمنی ہوتی ہے اور یہ دونوں ہی طریقے غلط ہیں بلکہ معصیت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ ستر پوشی اسلام میں ضروری ہے اور دیکھنا اس کے خلاف ہوتا ہے یوں بھی رسم و رواج میں ستر پوشی ایک ضروری چیز سمجھی جاتی ہے اور اس کے خلاف کرنا ذلت کی بات ہے۔

ایک ساتھ دو مرد یا دو عورتیں نہ لیٹیں:

اور انسانی طبیعت اور اس کی قوت شہوت ہی کے پیش نظر اسلام نے اس بات سے بھی روکا ہے کہ دو مرد ایک ساتھ ایک کپڑے میں سوئیں یا لیٹیں۔ اسی طرح دو عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں یا سوئیں۔

”

اسی حدیث کا آخری حصہ ہے:

﴿ولا یفضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد ولا تفضی المراۃ فی ثواب واحد﴾

(رواہ مسلم)

”کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ کوئی عورت ہی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں سوئے یا لیٹے۔“

ایک ساتھ دو مرد یا دو عورتوں کا لیٹنا نفسیات نے بھی غلط ثابت کر دیا ہے کیونکہ اس کا نتیجہ خوشگوار نہیں ہوتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی کا یہ فرمانا بھی درست ہے کہ یہ چیز شہوت میں بہت ہیجان کا باعث ہو جایا کرتی ہے جس سے کبھی کبھی رگڑ کی رغبت ہوتی ہے اور کبھی لواطت کی۔ یہ نہایت ناپسندیدہ فعل ہے۔

ستر اور اس کی پردہ پوشی:

جس کا چھپائے رکھنا مرد کے لئے ضروری ہے۔ سوائے بیوی کے کسی پر ظاہر نہیں کر سکتا اور ہتھیلی چھوڑ کر سارا جسم ہی ہے لے کر گھٹنے تک ہی ہے۔ اتنا حصہ عورت کا عورت بھی نہیں دیکھ سکتی سوائے بچہ کے پیدائش کے موقع کے جس میں معذوری ہے یا پھر شوہر کے لئے۔

انسانی فطرت میں بڑی حد تک یہ بھی داخل ہے کہ اپنی شرمگاہ دیکھنے سے بھی شہوت بھڑکتی ہے اس لئے اسلام نے اس سے بھی روکا ہے کہ آدمی تنہائی میں بھی ننگا نہ ہو' پھر یہ مروت کے خلاف بھی ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿ایاکم والتعری فان معکم من لایفارقکم الاعند غائط وحین یفضی الرجل الی اھلہ واستحیوھم واکرموھم﴾

(حجتہ اللہ ج ۲ ص ۱۲۶)

"ننگے ہونے سے بچو اس لئے کہ تمہارے ساتھ وہ بھی ہیں جو جدا نہیں ہوتے مگر پائخانہ کے وقت یا جماع کے وقت لہٰذا ان سے شرم کرو اور ان کی عزت کرو"

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

﴿احفظ عورتک الامن زوجک فقال افرایت اذاکان رجل خالیا قال فاللہ احق ان یستحیی﴾

(حجتہ اللہ البالغہ)

"اپنے ستر کی دیکھ بھال کر' ہاں اپنی بیوی یا لونڈی کے پاس ہو اور بات ہے اس نے پوچھا اگر کوئی تنہا ہو تو فرمایا اس وقت اللہ سے شرمانا حق ہے"

ادب کا تقاضا تو بلاشبہ یہی ہے کہ تنہائی میں کراماً کاتبین فرشتے اور خود اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا تصور وخیال غالب ہو' اور حیا اور شرم پاس باقی رہے مگر ساتھ ہی بالکل ننگے ہونے میں جذبات نفس میں بھی ہیجان کی کیفیت کبھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بہرحال ادب اور حکمت کا تقاضا یہ ہی ہے کہ جب بالکل مجبوری نہ ہو ننگے ہونے کی جرات نہ کی جائے اور اس طرح بے حیائی کو راہ نہ دی جائے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الالیبیتن رجل عندہ امراۃ ثیب الاان یکون ناکحااوذامحرم﴾

(رواہ مسلم)

"کسی بیاہی عورت کے پاس کوئی غیر مرد رات نہ گزارے مگر یہ کہ وہ نکاح کرنے والا یا محرم ہو"

یہ سب حفظ ماتقدم کے طریقے ہیں اور کوئی شبہ نہیں سب ہی خطرات کے مقام ہیں۔ اس لئے اجتناب بہت ضروری ہے اور عزت پر حرف آنا اور معصیت میں مبتلا ہونا بڑی حد تک ممکن ہے۔

عورت تنہا سفر نہ کرے:

اسلام نے عزت کو کہیں بھی بے سہارے نہیں چھوڑا ہر جگہ پر اس کے تحفظ کی سعی کی ہے۔ زندگی میں اگر کبھی عورت کو سفر کی ضرورت پیش آتی ہے تو اسلام سفر میں بھی اس کی عصمت کا سامان کرتا ہے۔ چنانچہ قانون الٰہی ہے کہ عورت سفر میں اس وقت تک نہیں جاسکتی۔ جب تک کوئی محرم اس کے ساتھ نہ ہو' حج جو عبادات میں داخل ہے' اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے' اس کی ادائیگی بھی وہ بغیر محرم کے نہیں کرسکتی' ظاہری احتیاط کو بھی اسلام نے اس باب میں فراموش نہیں کیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿لایحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر مسیرۃ یوم ولیلہ الامع ذی محرم علیہا﴾

(متفق علیہ)

"مومنہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کو ساتھ لئے ایک دن اور ایک رات کی مسافت تنہا سفر کرے"

محرم وہ شخص ہے جس سے کبھی بھی اس کی شادی جائز نہ ہو جیسے اپنا

بھائی باپ وغیرہ یا شوہر ساتھ ہو۔ بغیر محرم کے تنہا عورت کا سفر حرام ہے۔ محرم کے علاوہ کوئی غیر محرم ساتھ ہو' اسکا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے عقل میں بھی بات آتی ہے کہ گھر چھوڑ کر عورت جب باہر جاتی ہے تو اسے خطرات سے ہو کر راستہ طے کرنا پڑتا ہے۔ راستہ میں نیک و بد ہر طرح کے آدمیوں سے ہو کر راستہ طے کیا جاتا ہے۔ تخلیقی طور پر عورتیں کمزور ہوتی ہیں' جذبات کی نازک ہوتی ہیں' ان کے عقل و شعور میں نسبتاً وہ پختگی نہیں ہوتی جو ہونی چاہیے۔ اس لئے ایسے موقع پر کسی خاص آدمی (جیسے شوہر بھائی وغیرہ) ہی ساتھ ہونا ضروری ہے جو اس کی ہر موقع پر مناسب امداد کرسکے اور کبھی رفیق سفر سے امداد و اعانت سے متاثر ہو تو کوئی غلط جذبہ ابھارنے والا نہ ہو۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لا یخلون رجل بامراۃ الا ومعھا ذومحرم ولا تسافر المراۃ الاذی محرم فقال رجل یا رسول اللہ ان امرتی خرجت حاجہ وانی کنت فی غزوۃ کذا اوکذا قال انطلق فحج مع امراتک﴾

(متفق علیہ)

"کوئی مرد کسی ایسی عورت سے نہ ملے جس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میری بیوی حج کو جارہی ہے اور میں نے غزوہ کی شرکت کا ارادہ کر لیا ہے آپ نے فرمایا تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لئے جا"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے عورتوں کے متعلق قانون الٰہی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان کی عزت اور دوسری ضروریات کا کتنا لحاظ اور پاس ہے۔ جہاد کے مقابلہ میں

بات کو ترجیح دی گئی کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج میں جائے' عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ جہاد کی شرکت سے بھی ضروری اس وقت عورت کے ساتھ جانا ہے۔

سفر میں جاتے ہوئے گھر کی حفاظت:

مرد سفر میں جاتا ہے تو وہاں بھی عورتوں کو فراموش نہیں کر سکتا' اپنی اور بیوی دونوں کی عزت اور دوسری ضرورتوں کا لحاظ پاس کرنا ضروری ہے۔ سفر کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے لئے مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایسی دعائیں پڑھے جس میں اپنے اور اپنے بال بچوں کے تحفظ اور آرام کی درخواست ہو۔ خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو دعا پڑھتے جس کا ایک حصہ یہ ہے:

﴿اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفہ فی الاھل' اللھم انی اعوذبک عن وعثاء السفر وکابہ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل﴾

(ریاض الصالحین)

"اللہ! تو سفر میرا ساتھی اور اہل و عیال میں خلیفہ بن جا' اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ سفر کی مشقت اور برا منظر پیش آنے سے اور یہ کہ مال اور عیال میں برائی دیکھو"

اور امت کو بھی یہ ہدایت ہے کہ نکلتے ہوئے یہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ تمام ہور باتوں کے ساتھ رب العزت تو میرے بال بچوں اور بیوی کی محافظت کرنا' الہ العالمیں اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ سفر سے واپسی پر مال اور بال بچوں میں کوئی ناگوار بات دیکھنے میں آئے۔ گویا اس طرح وہ اپنے بال بچوں کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی محفاظ... ﴿السفر قطعه من العذاب یمنع احدکم طعامه وشرابه

ونومه فاذا قضی تهمته من سفره فلیعجل الی اهله ﴾

(متفق علیہ)

"سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ تم کو کھانے پینے اور سونے سے روک دیتا ہے لہٰذا جوں ہی سفر کی ضرورت ختم ہو جلدی سے بال بچوں میں پلٹ آؤ"

مجاہدین کے گھروں کی عفت کا خیال:

مجاہدین اسلام کی بیویاں جو شوہروں کے جہاد میں چلے جانے کے بعد تنہا رہ جاتی ہیں' ان کے درجہ اور ان کی حرمت کو عام مسلمانوں کی عورتوں سے بڑھا کر رکھا گیا ہے۔ ان کو ماں کا درجہ دیا گیا ہے اور ان کی عزت کا لحاظ ہر مسلمان پر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿ حرمه نساء المجاہدین علی القاعدین کحرمه امہاتہم ما من رجل من القاعدین یخلف رجلا من المجاہدین فی اهله فیخونه فیهم الا وقف له یوم القیامته فیاخذ من حسناته ماشاء حتی یرضی ﴾

(ریاض الصالحین)

"مجاہدین کی بیویوں کی عزت گھر پر رہنے والوں کے لئے ان کی ماں کے برابر ہے کوئی گھر میں رہنے والا مجاہدین میں سے کسی کے اہل میں خیانت کا ارتکاب کرے گا تو قیامت کے دن اس مجاہد کو لایا جائے گا اور وہ اس خائن کی جتنی نیکیاں لے کر خوش ہو گا لے لے گا"

لواطت اور زنا اسلام کی نظر میں

اسلام میں لواطت حرام ہے' اپنی بیوی کے ساتھ ہو یا کسی دوسری عورت یا مرد کے ساتھ ۔ یہ ایسی برائی ہے جس پر تقریباً تمام سلیم الطبع اہل علم کا اتفاق ہے۔ غالباً کچھ علماء ایسے ہیں' جو اپنی بیوی سے لواطت کو جائز کہتے ہیں اور وہ اپنی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

﴿نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم﴾

(بقرہ ۔ ۲۸)

" تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس تم اپنے کھیت میں آؤ جس طرف سے چاہو"

وطی فی الدبر

مگر تعجب ہے کہ وہ اس آیت کو اپنی دلیل میں کیسے پیش کرتے ہیں' یہ آیت تو ان کی تردید کرتی ہے۔ کیونکہ "حرث" کا لفظ کھلی دلیل اس بات کی ہے کہ مقام کاشت عورت کے آگے کا مقام ہے نہ کہ پیچھے کا' کیا کوئی مثال ہے کہ پیچھے کے حصہ (دبر) سے کسی عورت کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہو' یا کوئی ڈاکٹر اپنے فن کے اعتبار سے اس کی کاشت کو ثابت کرسکتا ہے' جب یقینی طور پر ایسی بات نہیں تو پھر کوئی ذی عقل اور سمجھدار' اس آیت سے کیونکر ثابت کرسکتا ہے ۔ پھر یہ بات بھی غور کرنے کی ہے کہ وطی فی الدبر کو جائز قرار دیا جائے تو مقاصد نکاح کا کیا حشر ہوگا۔

کوئی مرد فرض کر لیجئے اپنی جنسی خواہش عورت کے پچھلے حصے (دبر) سے پوری کر بھی لے تو سوال یہ ہے کہ عورت کیا کرے گی؟ قرآن میں

اس کی تفسیر موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فاتوھن من حیث امرکم اللہ﴾

(بقرہ۔ ۲۸)

" سو تم ان کے پاس آؤ جس جگہ سے اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے"

کتب حدیث میں بیسیوں حدیثیں صراحتا بتاتی ہیں کہ عورت کے ساتھ بھی وطی فی الدبر حرام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

﴿من اتی النساء فی اعجازھن فقد کفر﴾

(مفتاح الخطابۃ ۲۱۷)

" عورتوں سے جس نے وطی فی الدبر کی اس نے کفر کیا"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من اتی حائضا اوامراۃ فی دبرھا اوکاھنا فقد کفر بما انزل علی محمد﴾

(ترمذی)

"جو شخص حائضہ سے یا اس کی دبر سے جنسی میلان پورا کرے یا کاہن کے پاس آئے اس نے دین محمد سے انکار کیا"

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ عورت کے ساتھ لواطت کسی حال میں جائز نہیں۔ صحابہ کرام میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے' ائمہ اربعہ بھی لواطت کو (عورت کے ساتھ بھی) حرام کہتے ہیں۔

جس حدیث میں یہ ہے کہ عورت کے پیچھے سے آسکتے ہیں اس کا مطلب خود صحابہ نے یہ بیان کیا ہے کہ پیچھے سے استمتاع کرے' علامہ نووی لکھتے ہیں:

﴿واتفق العلماء الذین یعتدبھم علی تحریم وطی المراۃ فی دبرھا حائضہ

کانت اوطاھر الاحادیث کثیرہ ومشہورہ ﴾

()

"بہت سی احادیث مشہورہ کے پیش نظر قابل اعتماد علماء کا اتفاق ہے کہ عورت سے وطی الدبر کرنا خواہ حائضہ ہو' خواہ پاک ہو حرام ہے"

بہرحال یہ مسئلہ ثابت شدہ ہے عقلی طور پر بھی اور نقلی لحاظ سے بھی۔

ہم جنس پرستی

مرد کا مرد سے اپنے جنسی میلان کا پورا کرنا' یہ اپنے پیچھے ایک لمبی تاریخ رکھتا ہے۔ قرآن پاک کی شہادت یہ ہے کہ اس فعل بد کی ابتداء قوم لوط نے کی۔ اس قوم سے پہلے کوئی اس کا مرتکب نہ تھا۔ قوم لوط کے اس فعل بد کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد الہی ہے:

﴿ ولوطا اذقال لقومه اتاتون الفاحشه ماسبقكم بها من احد من العالمين انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون ﴾

(الاعراف۔۱۰)

" اور ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم ایسا فحش کام کرتے ہو' جس کو تم سے پہلے دنیا جہاں والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت زنی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے ہو"

اس معنی کی اور بھی متعدد آیتیں قرآن میں مذکور ہیں' جن سے معلوم ہوتا ہے کہ "ہم جنس پرستی" مردوں میں قوم لوط سے شروع ہوئی۔ یہی قوم اس کی موجد ہے حضرت لوط علیہ السلام کے لب و لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوم نے اس فعل کو اس طرح شروع کیا کہ ان

کی قوم کے سامنے اس طرح کی کوئی مثال نہ تھی۔

قرآن ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی خباثت اس سلسلہ میں بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اس برائی پر ان کو ذرہ برابر ندامت محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ قوم علی الاعلان اس برائی کا ارتکاب کرتی تھی' ان کی شیطنت کا یہ حال تھا کہ جہاں کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھا لوگ ٹوٹ پڑے۔ مہمان کی بھی اس سلسلہ میں پرواہ نہ تھی' زبردستی کرنا چاہتے تھے۔

قوم لوط اور اس کا انجام:

سورہ ہود ساتویں رکوع میں رب العزت نے اس وقت کا نقشہ کھینچا ہے' جب عذاب کے فرشتے نوجوان انسان کی صورت میں مہمان بن کر لوط علیہ السلام کے یہاں پہنچے ہیں اور قوم لوط ان مہمانوں کی بے حرمتی کے لئے آمادہ ہو گئی ہے' یعنی چاہا کہ ان سے اپنی جنسی پیاس بجھائیں۔

لوط علیہ السلام کی پریشانی کا عجیب عالم ہے' قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ عورتوں سے اپنی جنسی تسکین چاہو' اس غیر فطری فعل پر تم کیوں مصر ہو' پھر درد کے ساتھ فرما رہے ہیں اور اللہ کا واسطہ دے رہے ہیں کہ یہ میرے مہمان ہیں' تم نے کوئی بات کی تو میری رسوائی ہوگی۔ مگر ملعون قوم ہے کہ ایک نہیں سنتی۔

بالاخر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور بری طرح سے قوم لوط تہ و بالا ہوئی زمین کو الٹ کر اس قوم پر دے مارا اور پھر پتھروں کی بارش بھی ہوئی' عذاب کا نقشہ قرآن میں کھینچتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فلما جاء امرنا جعلنا عليها سافلها وامطرنا عليها حجارة من سجيل منضود مسومة عند ربک﴾

(ھود۔۷)

" سو جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا' اور اس سرزمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگا تار گر رہے تھے۔ جن پر ان کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا"

قوم لوط کے بعد

قوم لوط کے بعد بھی اس فعل کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ لواطت کا وجود قبل مسیح بھی تھا۔ یونان اور روم کے متعلق بیان ہے کہ یہاں یہ ذوق انتہائی عروج پر تھا۔

فرانس کے متعلق لکھا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں مرد پرستی اور تلذذ بالمثل کا بڑا زور تھا اور حکومت کو اس سلسلہ میں ۱۲۱۲ء میں یہ قانون پاس کرنا پڑا کہ اس فعل کی سزا قتل ہے۔ اسی طرح چودھویں اور اٹھارھویں صدی کے متعلق بھی بیان ہے کہ فرانس میں بڑی کثرت سے یہ عمل موجود تھا' جرمنی کا بھی یہی حال تھا۔

آپ یہ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ نازی دور سے پہلے ایک صاحب ڈاکٹر ماگنوس ہرشفیلڈ تھے جو دنیا کی مجلس اصلاح صنفی کے صدر رہ چکے ہیں' انہوں نے عمل قوم لوط کے حق میں چھ سال پروپیگنڈا کیا' آخر کار جمہوریت کا آلہ اس حرام کو حلال کردینے پر راضی ہوگیا اور جرمن پارلیمنٹ نے کثرت رائے سے طے کر دیا کہ اب یہ فعل جرم نہیں ہے' بشرطیکہ طرفین کی رضامندی سے اس کا ارتکاب کیا جائے اور مفعول کے

نابالغ ہونے کی صورت میں اس کا ولی ایجاب و قبول کی رسم ادا کرے۔

مشرقی ممالک میں ایران کا نام بدنام ہے' فارسی کی شاعری سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کراچی کا نام بھی لیا گیا ہے کہ ۱۹۵۴ء میں تین اڈے ایسے پائے گئے جہاں ہیجڑے لڑکے عصمت فروشی کیا کرتے تھے۔ افغانستان کے متعلق بھی بعض مصنفوں کا بیان ہے۔

مغربی ممالک میں جیسا کہ کنسے رپورٹ کے تذکرے سے معلوم ہو چکا ہے کہ اب تک اس کا چرچا ہے اور کافی ہے۔ ہندوستان کو بھی اس سلسلہ میں پاک نہیں کہا جاسکتا۔ مگر یہاں عوام میں نہیں ہے بلکہ تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ میں ہے' اسکول' کالج' یونیورسٹی اور مدارس بھی اس لعنت میں گرفتار ہیں۔

ہم جنس پرستی اسلام کی نظر میں:

اسلام نے دوسری برائیوں کے ساتھ اس برائی سے بھی سختی سے روکا ہے' اور اس فعل بد کی سزا نہایت سخت سے سخت تجویز کی' ذرا سی بھی رعایت ملحوظ نہیں رکھی۔ اول تو قرآن پاک میں قوم لوط کا واقعہ تفصیل سے متعدد مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس برائی کے سلسلے میں حضرت لوط علیہ السلام نے جس جس طرح اپنی قوم کو سمجھایا اسے نقل کیا گیا' اس طرف اشارہ کیا کہ جس قوم کو تلذذ بالمثل اور امرد پرستی کی عادت ہو جاتی ہے اس کی اخلاقی حالت کس قدر پست اور ذلت آمیز حد تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر قوم کی عبرت انگیز سزا کا نقشہ پیش کیا تاکہ قرآن کے پڑھنے والے اس برائی کے انجام سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور اس طرح اپنے آپ کو اس غیر فطری فعل سے محفوظ رکھیں۔

قرآن و حدیث میں اس امت کے لئے اس غیر فطری فعل کی سزا بھی بیان کی گئی ہے اور اسے روکنے اور امت کو بچانے کے لئے بڑا مواد فراہم کر دیا گیا ہے' شروع میں قرآن میں اس غیر فطری فعل کے کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہوا۔

﴿واللذان یاتینها منکم فاذوهما﴾

(نساء۔ ۳)

"تم میں سے جو دو مرد بدکاری کریں ان کو ایذا دو"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ مذمت فرمائی اور طرح طرح سے روکا' اس کی سخت سے سخت سزائیں بیان کیں۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرمایا:

﴿ان اخوف مااخاف علی امتی عمل قوم لوط﴾

(جمع الفوائد)

"مجھے اپنی امت میں سب سے زیادہ خطرہ قوم لوط کے عمل کا ہے"

گویا یہ پیش بندی تھی کہ قوم کا رخ ادھر نہ ہونے پائے اور امت محسوس کرے کہ یہ ایسی برائی ہے جس کا اندیشہ ظاہر کرکے پیغمبر اسلام روک چکا ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی جنسی خواہش مرد سے پورا کرتا ہے یعنی لواطت کرتا ہے' رب العزت اس کی نظر رحمت سے بھی نہ دیکھے گا۔

لواطت نقل و عقل کی روشنی میں:

لواطت بالکل غیر فطری ہے' جو حیوانوں اور جانوروں میں بھی نہیں پایا جاتا' اس عمل کا ارتکاب کرکے انسان انسانیت کی مٹی پلید کرتا ہے

اور یہی نہیں عورتوں کی تباہی و بربادی بھی اس میں مضمر ہے' نیز اس کے کرنے والے مجرم کی بھی ہلاکت ہے' آپ کو طرح طرح کی بیماریوں کا شکار بناتا ہے کیونکہ اس کے اعضائے رئیسہ مضمحل ہو جاتا ہیں' چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ کسی کام کا نہیں رہتا۔ یہ محروم القسمت انسان اولاد جیسی نعمت اور عفت جیسی عظیم الشان دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے۔

لواطت کی سزا:

غالبًا یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سزا قتل بیان فرمائی ہے۔

﴿من ولم تموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ﴾

(ترمذی)

" تو لوط کے عمل میں جس کو بھی مبتلا دیکھو قتل کر ڈالو (کرنے والے کو بھی) اور (جس کے ساتھ کیا جائے) اس کو بھی"

حافظ ابن القیم رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ حدیث شرط بخاری پر ہے امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے۔

اس حدیث کی بنیاد پر جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص لواطت کا مرتکب ہو اس کو قتل کر دینا چاہئے' خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔ یہ ایسا جرم ہے جس میں معافی کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ اس غیر فطری فعل کو زنا سے بھی بدتر سمجھا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ' حضرت علی ؓ' حضرت خالد بن ولید ؓ' حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ' حضرت خالد بن زید ؓ' عبداللہ بن معمر ؓ' پھر زہری ؒ' ربعیہ بن

عبدالرحمٰنؒ' امام مالکؒ' اسحاق بن راہویہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ' ان تمام بزرگوں کا یہی قول ہے اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

ایک جماعت کہتی ہے کہ جو زانی کی سزا شریعت میں مقرر ہے وہی لواطت کی بھی ہے' دونوں میں کوئی فرق نہیں' اس کے قائلوں میں عطا بن رباحؒ حسن بصری' سعید بن میسبؒ ابراہیم نخعی' قتادہ' اوزاعیؒ' امام یوسف اور امام شافعی (اپنے ظاہر قول میں) ہیں ایک روایت امام احمد سے بھی ہے۔

اس کے خلاف دوسری جماعت کہتی ہے کہ زنا اور لواطت میں بڑا فرق ہے' زنا پر حد مقرر ہے اور لواطت پر کوئی حد مقرر نہیں۔ اس لئے لوطی کی بعینہ وہی سزا نہ ہوگی جو زناکار کی ہے۔ ہاں حاکم کو البتہ اختیار ہے کہ اس سے بھی زیادہ سخت اور دردناک سزا دے' لوطی کو ہاتھی کے پاؤں میں باندھ کر کچلوا دیا جائے۔ پہاڑ کے اوپر سے گرا کر مار دیا جائے اور یا آگ میں جلا کر مار دیا جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام حاکم کا یہی مذہب ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ اسی پر ہے کہ قتل کر دیا جائے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ زنا والی حد جاری کی جائے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس طریقہ سے بھی لوطی کو مارا جائے جائز ہے۔ بہرحال اتنی بات مشترک ہے کہ لوطی کو موت کے گھاٹ اتارنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے' قتل کی نوعیت میں البتہ اختلاف ہے۔

سزا۔۔۔ عقل کی روشنی میں:

لوطی کی سزا کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور ائمہ دین کے فیصلے پڑھ کر تعجب نہ ہونا چاہیے قوم لوط کا جو حشر ہوا اس کو سامنے رکھنے کے بعد کسی سختی کو سختی نہیں کہا جاسکتا' لوطی کی خباثت و شیطنت کو مدنظر رکھا جائے تو کہنا ہوگا کہ درست ہے اگر آسمان اس پر ٹوٹ پڑے' پہاڑ گر جائیں' زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں دھنسا دیا جائے۔

مفعول بہ (جس نے فعل بد کروایا) یہ تو اس درجہ میں ہے کہ اس کا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے کیونکہ جب اس کی رضا سے اس سے لواطت کی گئی تو اس پر ایسی موت طاری ہو گئی جس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں' زمین پر متعفن زندہ لاش ہے' بے گناہ قتل ہوتا تو اچھا تھا کہ لوگوں میں محبت و شفقت سے یاد کیا جاتا۔ اور مظلوم شہید کا درجہ حاصل کرتا' مگر اس (وطی فی الدبر) کے بعد اس کے حق میں کوئی رحم و کرم نہیں' نہ شریعت کی نظر میں اور نہ انسانی سوسائٹی میں۔ سوچئے کہ قاتل کو اگر مقتول کا وارث چاہے بچا سکتا ہے' مگر لواطت کرنے والے اور کئے جانے والے کے لئے بچنے کی کوئی گنجائش ہے؟ یقیناً نہیں۔

عہد صحابہ ؓ کا ایک واقعہ:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ ایک ایسا شخص ہے جو لواطت کراتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خلیفتہ المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا اور مشورہ طلب کیا چونکہ یہ نئی طرح کا واقعہ تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت بلائی' اور یہ مسئلہ پیش کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے دیتے ہوئے فرمایا کہ اس عمل کا تعلق قوم لوط

کے عمل سے ہے سزا بھی اس نوعیت کی مناسب ہے' میری رائے اس شخص کو جلا ڈالا جائے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے یہی سزا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی' چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب یہ فرمان ملا' تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کیا اور آگ میں جلوا ڈالا۔

یہ وہ ملعون فعل ہے جس کے ارتکاب کرنے والے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار لعنت فرمائی۔

بچنے کی تدبیر:

اسلام چاہتا ہے کہ اس غیر فطری فعل سے انسان اپنے آپ کو محفوظ رکھے' اس کی صورت یہی ہے کہ خوبصورت لڑکوں سے اجتناب کیا جائے اور جو اس کے دواعی ہوسکتے ہیں ان سے بھی الگ تھلگ رہنے کی سعی کی جائے۔

حافظ ابن حجرؒ نقل کرتے ہیں:

"مالداروں کے لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ یہ اپنی شکل و صورت اور لباس و پوشاک سے سراپا فتنہ ہیں' ایسا فتنہ کہ بسا اوقات عورتوں سے بڑھ کر ثابت ہوتے ہیں"

پھر انہوں نے حضرت سفیان ثوریؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن حضرت سفیانؒ غسل خانے میں داخل ہوئے' اتفاق سے اسی وقت ایک لڑکے نے بھی غسل خانے میں داخل ہونا چاہا' آپ نے دیکھا تو فرمایا: اسے یہاں سے نکالو اور جلد نکالو۔ اور وجہ یہ بیان فرمائی:

﴿فانی اری مع امراہ شیطانا ومع کل صبی بضعتہ عشر شیطانا﴾

(مفتاح الخطابتہ)

"عورت کے ساتھ مجھے ایک ہی شیطان دکھائی دیتا ہے مگر "امرد" کے ساتھ کچھ اوپر دس سے زیادہ شیطان"

امرد سے پرہیز:

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کا لکھا ہے کہ امام موصوف کی خدمت میں ایک شخص کسی ضرورت سے حاضر ہوا' اس شخص کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا' اسے دیکھ کر آپ نے پوچھا' یہ کون ہوتا ہے؟ اس شخص نے بتایا بھانجا ہوتا ہے' یہ سن کر آپ نے فرمایا دیکھو اب دوبارہ اسے ہمارے یہاں نہ لانا اور تم بھی اس کو ساتھ لے کر بازار میں چکر نہ لگانا تاکہ تمہارے متعلق کسی کو برا گمان کرنے کا موقع نہ ملے۔

یہ ان بزرگوں کی رائے ہے جو اپنے علم و عمل اور زہد و تقویٰ میں مسلم ہیں۔ پھر کیا یہ رائے بے وجہ ہے۔ ان بزرگوں نے جو ہدایت فرمائی وہ بالکل درست ہے اور قابل عمل بھی۔ ہمارے زمانہ کے ان حضرات کے لئے ان واقعات میں انتہائی عبرت ہے' جو تنہائی میں "امرد لڑکوں" سے پاؤں دبواتے ہیں اور بے تکلف بن کر ان کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی نیتوں میں فساد ہے' بلکہ آگاہ یہ کرنا ہے کہ فتنہ کے داعی سے اپنی حفاظت ایک ضروری فریضہ ہے۔

امرد کا چہرہ دیکھنا:

فقہا شہوت کے اندیشہ "امرد" کے چہرہ کو دیکھنا حرام کہتے ہیں۔

دو مردوں کا ایک ساتھ لیٹنا سونا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چادر میں دو مرد نہ

سوئیں۔ ارشاد نبوی ہے:

﴿لا یفض الرجل الی الرجل فی ثوب واحد﴾

"ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ آئے"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کپڑے میں لیٹنے سونے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ اس سے جنسی میلان میں ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے کبھی کبھی لواطت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس حدیث کو دلیل بنا کر امام رازی" فرماتے ہیں۔

﴿ولا یجوز للرجل مضاجعته الرجل وان کان کل واحد منهما جانب من الفراش﴾

( )

"دو مردوں کا ایک ساتھ سونا لیٹنا جائز نہیں ہے گو دونوں بستر کے کنارے کنارے ہی کیوں نہ ہوں۔"

حکم نفسیات کے بالکل مطابق ہے۔ دو شخصوں کو یکجا سونا کسی حال میں بھی ضرر سے خالی نہیں۔ اور غالبًا اور وجوہ کے ساتھ یہ وجہ بھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر وفرقوا بینهم فی المضاجع﴾

( )

"تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم کرو اور دس کی عمر کو پہنچ جائیں تو نماز کے لئے پیٹو بھی اور ان کو الگ الگ بستر پر سلاؤ"

عمر کے اس حصے میں بچوں کا بستر علیحدہ کر دینے سے نفسیاتی طور پر بھی بڑا فائدہ ہوگا۔ اور صحت کے اعتبار سے بھی بچے فائدہ میں رہیں گے۔ عمر کے اس حصہ سے انسان میں جنسی میلان کی سوجھ بوجھ شروع ہونے لگتی ہے۔

ہمارے اس دور میں خصوصیت سے اس پر عمل کرنا چاہئے کہ اس دور میں ایسی چیزوں کی کثرت ہے جو جنسی میلان کو مشتعل کرتی رہتی ہیں اور کم و بیش ہر شخص پر اس کا اثر بھی پڑتا رہتا ہے۔

پھر یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ جس طرح یہ حرام ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ان حصوں کو دیکھے جن کو "ستر" سے تعبیر کرتے ہیں' اسی طرح یہ بھی حرام ہے کہ بغیر وجہ دو مردوں کے جسم اس طرح مل جائیں کہ بیچ میں کوئی چیز باقی نہ رہے' ہاں اس حکم سے مصافحہ وغیرہ چیزیں مستثنیٰ ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ اس کی بھی صراحت فرماتے ہیں۔

﴿وحرم لیس عورة غیر بای موضع بدنه کان بالاتفاق﴾

(فتح الباری ص ۲۱ ص ۱۴۸)

"غیر مرد کے ستر کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ بدن کے جس حصہ سے بھی "ستر" چھوئے سب حرام ہے"

ہمارے اس دور میں ان لوگوں کے لئے عبرت و بصیرت ہے۔ جو لڑکوں کے سامنے گھٹنے کھولنا اور تیل کی مالش کرانا عیب نہیں سمجھتے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿لا ینظر الرجل الی عورة الرجل﴾

"ایک مرد دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے"

سودی معاملات کرنا

اللہ تعالیٰ نے جو نظام عدل وقسط اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے اس کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں بسر کی جائے۔ دوسرا تقاضا یہ ہے کہ بندے آپس میں محبت' اخوت ایثار' ہمدردی' فیاضی اور امداد باہمی کے اصولوں پر زندگی گزار دیں۔ جبکہ سودی نظام کی فطرت یہ ہے کہ وہ انسان میں دشمنی' نفرت' خودغرضی' مفاد پرستی' شقاوت' بے رحمی اور زر پرستی کی صفات پیدا کرتا ہے۔ یعنی سود پورے کے پورے اسلامی نظام کی روح اور اس کے اسلامی تشخص کو قتل کر دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کو اتنے شدید ترین الفاظ میں متنبہ کیا ہے کہ اہل شرک کے علاوہ کسی دوسرے گناہ کے مرتکب افراد کے لیے ایسے الفاظ قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

یایھا الذین امنو اتقو اللہ و ذرو اما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ٥ فان لم تفعلو فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۷۸۔۲۷۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو' اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔''

سود خور اس طرح ایک ایک پائی کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق بھول رہا ہوتا ہے' ہفتوں اور مہینوں کے حساب سے مال بڑھانے' گن گن کر رکھنے اور سنبھالنے میں

منہمک ہوتا ہے' اسے قریبی سے قریبی تعلق داری اور قرابت کا بھی کوئی لحاظ نہیں ہوتا' اس مال پرستی کے باؤلے پن کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کھینچا ہے:

الذین یاکلون الربو لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه لشیطن من المس (سورت البقرۃ آیت ۲۷۵)

"جولوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔"

انہی اخلاقی' معاشرتی اور نفسیاتی نقصانات کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے سود کو بڑے واضح الفاظ میں حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

واحل اللہ البیع و حرم الربو۔ (سورت البقرۃ آیت ۲۷۵)

"اور اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔"

زمانہ جاہلیت اور ہدایت قرآنی کے آنے سے پہلے جو لوگ ایسی حرکت کر چکے تھے ان کے بارے میں تو نرمی کی کوئی گنجائش موجود تھی' لیکن مسلمان کہلوانے کے باوجود اور اللہ تعالیٰ کے واضح احکام آنے کے بعد بھی کوئی سود خوری بلکہ غلاظت خوری پر مصرر ہے تو اسے اپنا انجام اس آیت کریمہ کی روشنی میں دیکھ لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن جاءہ موعظة من ربه فانتهی فله ما سلف و امره الی اللہ ومن عاد فاولیک اصحب النار هم فیها خلدون ٥ (سورت البقرۃ' آیت ۲۷۵)

"جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لیے وہ سود خوری سے باز آ جائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا' اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے' جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز فجر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے ان کے خواب دریافت کرتے تھے۔اسی طرح ایک موقع پر آپؐ نے خود اپنا ایک جواب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھالیا اور کہا: ہمارے ساتھ چلیے' چنانچہ ہم چل پڑے' (پھر آپ نے چند مناظر کا ذکر کر کے فرمایا)

فاتينا على نهر احمر مثل الدم واذ فى النهر رجل سابح يسبح واذ على شط النهر رجل قد جمع عنده حجارة كثيرة واذلك السابح يسبح ماسبح ثم ياتى ذلك الذى قد جمع عنده الحجارة فيفغر فاه فيلقمه حجرا فينطلق فيسبح ثم يرجع اليه كلما رجع اليه فغفر فاه فالقمه حجرا ...... قلت لهما فانى رايت منذ الليلة عجبا فما هذالذى رايت قال قلالى ..... واما الرجل الذى اتيت عليه يسبح فى النهر ويلقم الحجاره فانه اكل الربا (صحيح بخارى' كتاب البيوع' باب آكل الرباو شاهده ن كاتبه)

"بالآخر ہم ایک دریا پر پہنچے جس کا پانی خون جیسا سرخ تھا دریا میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک آدمی موجود تھا' جس نے اپنے پاس بہت سارے پتھر اکٹھے کر رکھے تھے تیرنے والا آدمی تیرتا رہتا پھر پتھر والے کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا۔وہ شخص کھینچ کر ایسا پتھر مارتا کہ اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کا لقمہ بن جاتا' وہ بھاگ کر دور چلا جاتا اور تیرتا رہتا لیکن گھوم پھر کر اس کے پاس دوبارہ پہنچ جاتا اور اپنا منہ کھول دیتا' پتھروں والا اس

کے منہ پر اسی طرح پتھر مارتا۔ میں نے دونوں فرشتوں سے کہا۔ آج رات میں نے کئی عجیب وغریب منظر دیکھے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے بتایا۔۔۔۔اور جس آدمی کے پاس آپ آئے تھے اور وہ تیر رہا تھا اور اس کے منہ پر پتھر مارے جا رہے تھے، وہ سود خور تھا۔

واضح رہے کہ انبیاء کرام کے خواب بھی وحی الٰہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ جو شریعت میں اسی طرح دلیل ہیں جس طرح دیگر احکامات الٰہی۔ خواب ہی کی بنیاد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا فیصلہ کیا اور عملاً ممکنہ اقدام بھی کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مینڈھا بھیج کر ان دونوں باپ بیٹے کو امتحان میں کامیاب قرار دے دیا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے خواب شریعت کا حصہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو سات ہلاکت خیز گناہوں میں شمار کیا ہے فرمایا:

اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ و من ھن؟ قال: الشرک باللہ .... واکل الربا... (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

"سات ہلاکت خیز گناہوں سے دور رہو' صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور سود کھانا،،

زنا کاری انتہائی قبیح اور غلیظ فعل ہے اور پھر کسی محرم رشتہ دار کے ساتھ بالخصوص والدہ کے ساتھ زنا کرنا تو ناقابل تصور حد تک بھیانک اور قابل صد لعنت ونفرت حرکت ہے' لیکن شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں سود خوری اس سے بھی کہیں زیادہ بڑا جرم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الربا ثلاثة وسبعون بابا' ايسرها ان ينكح الرجل امه (المستدرک للحاکم' کتاب البیوع' باب اکل الرباء۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ محدث العصر الشیخ الالبانی نے اس حکم کی روثیق کی ہے۔ ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر/۶۶۳ حدیث ۳۵۳۹ اس معنی کی ایک حدیث امام طبرانی نے اپنی کتاب المعجم الاوسط میں ذکر کی ہے جسے معروف محدث الشیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۱۸۷۱)

''سود تہتر قسم کا ہے اور معمولی قسم کے سود کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی آدمی اپنی والدہ سے زنا کرے۔''

اسی لئے سودی لین دین اللہ تعالیٰ کے شدید غصے اور غضب کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا ظهر الزنا والربا في قرية فقد احلوا بانفسهم عذاب الله۔'' (المستدرک' کتاب البیوع' باب اذا ظہر الزنا والربا۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مسند امام احمد' ج ا' ص ۴۰۲ معروف محقق علامہ شاکر نے حدیث کو صحیح کہا ہے' ملاحظہ حدیث ۳۸۰۹ تخریج شاکر طبع دار المعارف۔ یہی حکم الشیخ الالبانی نے حدیث پر ملاحظہ ہو غایۃ المرام حدیث ۳۴۴)

''جب کسی بستی کے رہنے والوں میں زنا اور سود عام ہو جائے تو بلاشبہ انہوں نے خود اللہ کے عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔''

سود اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر قابل ملامت و لعنت ہے کہ اس کاروبار سے متعلق کسی منافع میں شرکت تعاون یا خدمت اللہ کو گوارہ نہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

لعن الله اكل الربا موكله و شاهديه و كاتبه۔ وقال هم سواء (صحیح مسلم' کتاب المساقاۃ' باب لعن آکل الربا موکلہ۔ سنن ابی داؤد' کتاب البیوع' باب فی آکل الربا سنن الترمذی کتاب البیوع' باب ماجاء فی اکل الربا' مسند احمد' ج ۳' ص ۳۰۴)

اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے پر' سود کھلانے والے پر' اس کے دونوں گواہوں پر' اور سودی معاملہ لکھنے والے پر،، اور فرمایا: یہ سب برابر ہیں۔،،

اس حدیث کی روشنی میں ہر وہ مسلمان اپنا چہرہ بآسانی دیکھ سکتا ہے جو خود سود کھاتا ہو' دوسروں کو کھلاتا ہو' ایسے کاروبار کی دلالی کرتا ہو یا ایسے بینکوں اور اداروں میں نوکری کرتا ہو جو سودی کاروبار کرتے ہیں یا بلڈنگ بنا کر کسی سودی ادارے کو کرایہ پر دیتا ہو یا کوئی بھی ایسی شکل جس میں سودی کاروبار کے ساتھ تعاون کی صورت نکلتی ہو۔

جب سود اتنی بڑی لعنت ہے تو اس کی کمائی کھانے والا آخر کس طرح قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی شدید سزا سے بچ سکتا ہے؟ سورت البقرہ ۲۷۵ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ''جو ایسی حرکت کرے گا وہ جہنمی ہو گا۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام خوری پر پلنے والے گوشت کو آگ کا مستحق قرار دیا اور فرمایا:

لایدخل الجنة لحم بیت من سحت' النار اولی به

(المستدرک للحاکم' کتاب الاطعمة' باب لایدخل الجنة لحم نبت من سحت۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مجمع الزوائد للهیثمی ج ۱۰' ص ۲۹۳)

''حرام خوری سے پیدا ہونے والا گوشت جنت میں داخل نہ ہو گا۔ جہنم کی آگ اس کے لئے بہت زیادہ مناسب ہے۔،،

ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

لایدخل الجنة جسد غذی بحرام۔

(مسند احمد' ج ۳' ص ۳۲۱۔ و۔ ۳۹۹۔ المستدرک للحاکم' ج ۴' ص ۴۲۲۔ (اسی معنی میں) صحیح ابن حبان ج ۷' ص ۴۳۶' ۴۲۷۔ امام ابن حبان' امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

''وہ جسم جنت میں نہیں جا سکتا جس کی غذا حرام کی ہو۔،،

سود سے بڑا احرام اور کیا ہو سکتا ہے؟ حرام خوری اتنی بڑی نحوست ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رزق حلال کی اہمیت اور حرام خوری کا نقصان ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ایھا الناس ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا و ان اللہ امر الموء منین بما امر بہ المرسلین فقال: یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات وعملوا صالحات انی بما تعملون علیم۔ و قال یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبات مارزقنا کم۔ ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدیدیہ الی السماء یا رب یا رب ومطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذالک (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب کل نوع من المعروف صدقہ)

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ ہے اور صرف پاکیزہ چیزیں قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے وہی حکم ایمان والوں کو دیا ہے۔ فرمایا: اے لوگو! پاکیزہ کھاؤ اور نیک کام کرو اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس کا مجھے علم ہے۔ اور اسی طرح اہل ایمان سے فرمایا: اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر فرمایا جو بڑا لمبا سفر کرتا ہے گرد و غبار میں اٹا ہوا ہے پراگندہ حال ہے اور اسی حال میں (جو کہ دعا کی قبولیت کے لئے انتہائی مناسب حالت وقت ہے) آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے (اور دعا کرتے ہوئے کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب (میری فلاں فلاں دعا قبول فرما) لیکن اس کا کھانا حرام کا ہوتا ہے۔ پینا حرام کا' لباس حرام کا' اور وہ حرام پر ہی پلا ہوا ہوتا ہے' تو پھر آخر ایسے آدمی کی دعا کیونکر

قبول ہو؟

جن کے دلوں میں ذرہ برابر بھی آخرت کا خوف اور اللہ پر ایمان ہوگا وہ ضرور یہ بات سوچیں گے اور بار بار سوچیں گے کہ ہم خود کیا کھا رہے ہیں؟ اپنی اولاد کو کیا کھلا رہے ہیں؟ اپنے زیر کفالت افراد پر کہاں سے خرچ کر رہے ہیں؟ اور کیا زیر کفالت افراد کا سکھ، چین، سہولتیں اور دنیاوی مقام و مرتبہ ہماری اپنی آخرت کے لیے تو کوئی خطرہ نہیں بن رہا ہے؟ رہے ایمان سے کورے، آخرت سے بے نیاز اللہ کے حضور پیش ہونے سے منکر لوگ تو وہ حقیقتاً انسان کے روپ میں حیوان ہیں، بلکہ بدترین حیوان، قرآن کریم اور سنت مطہرہ سے ماخوذ واضح اور روشن دلائل کے بعد بھی وہ اپنی چال بدلنے والے نہیں ہیں۔ یہ عقل کے اندھے جان بوجھ کر جہنم کی آگ میں چھلانگ لگانا چاہتے ہیں انہیں صرف لاٹھی کی دلیل سمجھ میں آتی ہے اور اسی سے ان کو سمجھایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اور ہماری آئندہ نسلوں کو حرام خوری اور بالخصوص سود کی تمام قسموں سے محفوظ رکھے۔ اور رزق حلال کمانے، کھانے اور زیر کفالت افراد کو حلال کھلانے کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین۔

شراب پینا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یا ایھا الذین امنو انما الخمر و المیسر و الانصاب و الازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبواہ لعلکم تفلحون (سورۃ المائدہ: ۹۰)

”اے ایمان والے لوگو! یہ شراب اور جوا یہ آستینے اور پانسے (ازلام) یہ سب گندے شیطانی

کام ہیں ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔،،

آپ ﷺ نے فرمایا:

(کل مسکر خمر و کل مسکر حرام) (۲۴)

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب حدیث بیان ان کل مسکر خمر وان کل خمر حرام حدیث نمبر ۲۰۰۳)

''ہر نشہ والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔،،

حلالہ کرنے والا اور حلالہ کروانے والا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لعن اللہ المحلل و المحلل لہ)

اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے اور جس شخص کی خاطر حلالہ کیا جارہا ہو دونوں پر لعنت کی ہے۔مسند امام احمد جلد 1 صفحہ 450 ' جلد 2 صفحہ 323 سنن النسائی' کتاب الطلاق باب احلال المطلقة ثلاثا وما فيه التغليظ اس حلالے کی نوبت اس وقت آئی جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے بیٹھتا ہے۔اب یہ عورت اس مرد کے پاس اس وقت تک واپس نہیں آسکتی جب تک کوئی دوسرا مسلمان اس سے شادی نہ کرے اور اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اس کو طلاق نہ دے' تب جا کر یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے پاس نئے نکاح کے جاسکتی ہے۔حلالہ کرنے والا اس عورت سے مرضی نکاح رچاتا ہے تاکہ وہ اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے۔

انبیاء کی قبروں پر سجدہ کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اے لوگو میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنادینا اسلیئے اللہ نے اس قوم پر لعنت کی جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بن

لیا۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد باب النھی عن بناء المساجد علی القبور، مسند امام احمد ۲ ص ۲۴۶

کیا میں گناہ کا اعتراف کروں

میرا جواب یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ پر سچے ایمان کا لازم ہے کہ بندے اور رب کے درمیان واسطے کی کوئی بات نہیں، بلکہ بندے کا اپنے رب سے براہ راست تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور (اے نبی ﷺ) اگر میرے بندے تم سے میرے متعلق دریافت کریں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والے جب مجھے پکارتے ہیں میں اس کی پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔

جب ہمارا یقین ہے کہ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہے تو اعتراف گناہ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی ہوگا۔ سید الاستغفار نامی دعا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"مجھ پر آپ کی جو نعمتیں اور احسانات ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور اپنی کوتاہی اور گناہ کا بھی مجھے اعتراف ہے۔" صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب افتاح استغفار، مسند احمد۔

الحمد للہ! ہمارا معاملہ عیسائیوں جیسا نہیں ہے کہ جہاں ان کے قیس (راہب) بخشش کے ٹھیکے دار ہیں کرسی اعتراف کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا ہوتا ہے سزا تجویز ہونے اور نافذ ہونے کے بعد بخشش کا پروانہ ملتا ہے یہ کیسی کیسی لا یعنی شکلیں ہیں کہ یہ تو قبول ہونے کی۔ جبکہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔

(کیا ان لوگوں کو نہیں معلوم کہ وہ اللہ ہی ہے تو قبول فرماتا ہے) "عبادۃ" کا لفظ بول کر اللہ تعالیٰ اعلان کر دیا کہ کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خود ہی سیدھے چلے آؤ۔

حدود کا معاملہ یہ ہے کہ جب تک جرم کی اطلاع امام وقت (سربراہ مملکت) علاقائی حاکم یا قاضی تک نہ پہنچے تو انسان کیلئے ضروری نہیں کہ وہ اپنے گناہ کے اعتراف کے ساتھ ضرور ہی عدالت میں پیش ہو جس کسی کے گناہ پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے اسے خود بھی اپنا پردہ رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت ناموں میں سے ایک نام ''سیر،، ہے (یعنی بہت زیادہ پردہ پوشی کرنے والا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے۔

اب رہا ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا معاملہ جن میں دو نے زنا کیا اور تیسرے نے باغ میں بوس و کنار کیا تھا۔ تینوں نے شدت احساس گناہ کی وجہ سے رسولؐ کی خدمت میں پہنچ کر اعتراف گناہ کیا تھا جو قطعاً ان پر ضروری نہ تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے سامنے جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے اعتراف جرم کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ اسی طرح باغ میں عورت کا بوسہ لینے والے شخص کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھ لیتا،، تو حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرما کر عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی تائید کر دی۔

نزع نفس

روح نکلتے وقت اور قبر میں لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے؟

روح کے نکلتے وقت اور پھر قبر میں پہنچ کر لوگ کس حال سے دوچار ہوتے ہیں؟ یہ حال ہمیں اللہ کے رسولؐ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جسے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ بھی اپنی کتاب "احکام الجنائز" میں ایک حدیث لائے ہیں' جس میں انہوں نے مختلف روایات کو اکٹھا کر کیا ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث سے اس ترتیب کو ہم یہاں پیش کر رہے ہیں جو بھائی تفصیل دیکھنا چاہے تو وہ علامہ البانی کی کتاب کی طرف رجوع کرے۔ تو اے میرے بھائیوں اور اسلامی بہن! اس حدیث کو ملاحظہ فرمائیں اور خوب غور کریں کہ یہ وقت ایک نہ ایک دن تجھ پر بھی بہر صورت وارد ہونے والا ہے۔

آخرت میں مومن کا استقبال اور پروٹوکول کے مناظر:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں انصاریوں میں سے ایک انصاری کا جنازہ پڑھنے کے لئے ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ نکلے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے اور اس وقت قبر کی لحد نکالی جارہی تھی۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ قبلے کی جناب رخ کر کے بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے' اس طرح کہ جس طرح ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں (یعنی مکمل خاموشی کے ساتھ) اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک تنکا تھا۔ آپ ﷺ اسے زمین پر

مار رہے تھے۔ اور کبھی تو آسمان کی جانب دیکھتے اور پھر زمین کی طرف۔ غرض آپ ﷺ نے اپنی نظر کو تین بار اٹھایا اور نیچے کیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوبار یا تین بار فرمایا:

"اللہ سے عذاب قبر کی پناہ مانگو"

پھر تین بار فرمایا:

"اے اللہ میں تجھ سے عذاب قبر کی پناہ مانگتا ہوں"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک مومن بندہ جب دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے اور آخرت میں جارہا ہوتا ہے تو اس کی جانب آسمان سے فرشتے آتے ہیں' ان کے چہرے اس قدر سفید ہوتے ہیں گویا کہ وہ سورج ہیں' ان کے پاس جنت کی پوشاکوں میں سے پوشاک ہوتی ہے اور جنت کی خوشبویات میں سے خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ پھر وہ اس بندہ مومن کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اتنی تعداد میں ہوتے ہیں کہ جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر "ملک الموت" یعنی موت کا فرشتہ آتا ہے' وہ "بندہ مومن" کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

"یاایتھاالنفس الطیبه"

ایک دوسری روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں:

"المطمئنته الرجنی الی مغفرة من الله ورضوان"

"اے پاکیزہ اور اطمینان بخش روح نکل (یہاں سے) اور اللہ کی بخششوں اور رضا مندیوں کی جانب چل"

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "پھر وہ روح اس طرح نرمی سے بہہ ٹپکتی ہے جس طرح کہ پانی کی مشک میں سے قطرہ بہہ ٹپکتا ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب یہ روح (اس طرح سے) نکل پڑتی ہے تو آسمان اور آسمان و زمین کے درمیان ہر فرشتہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتا ہے۔ تب اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے سے۔ یہ کھڑے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہوتے ہیں کہ یہ روح ان کی جانب سے پرواز کرے۔ پھر جب ایک فرشتہ اس روح کو پکڑتا ہے تو اس کے ہاتھ میں وہ روح ایک سکینڈ بھی نہیں رہتی۔ یہ معاملہ اسی طرح ہوتا ہے کہ پھر اس روح کو لے لیا جاتا ہے اور اسے جنت کی پوشاک اور خوشبوؤں میں رکھ لیا جاتا ہے۔

اس روح پر گزرنے والے یہی وہ لمحات ہیں کہ جن کی جانب اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں یوں اشارہ کیا ہے۔

﴿توفته رسلنا وهم لا يفرطون﴾

(الانعام: ٦١)

"ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس روح کو لیتے ہیں اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔"

اور پھر تو اس روح سے کستوری کی ایسی خوشبوئیں نکلتی ہیں کہ جو اس روئے زمین پر سب سے عمدہ کستوری پائی جاتی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "پھر اس روح کو لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور جب وہ فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں"

یہ عمدہ روح کس کی ہے؟ تب فرشتے جواب دیتے ہیں:

"یہ فلاں کا بیٹا ہے اور پھر وہ اس نام سے تعارف کرواتے ہیں کہ جو (اس کا) دنیا میں سب سے اچھا نام معروف تھا۔ پھر وہ آسمان دنیا تک

اس روح کو لے جاتے ہیں تو پہلے آسمان سے اوپر چڑھنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ پھر اس کے لئے پہلے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور یہ جونہی پہلے آسمان میں داخل ہوتے ہیں تو اس کے تمام مقرب فرشتے "اکرماً" ساتھ ہو جاتے ہیں اور پھر اسی طرح ہر آسمان کے فرشتے ساتھ ہوتے جاتے ہیں حتی کہ ساتویں آسمان پر جا چڑھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں:

﴿اکتبوا کتاب عبدی فی علیین﴾

"میرے بندے کا اعمالنامہ "علیین" میں لکھ دو"

اور جہاں تک اس "علیین" کا تعلق ہے تو اس کا تعارف اللہ نے اپنی کتاب میں یوں کرایا ہے۔ فرمایا:

﴿وما ادرٰنک ما علیون۔ کتٰب مرقوم۔ یشھدہ المقربون﴾

(المطففین: ۱۹۔۲۰)

"تمہیں کیا معلوم کہ وہ علیین کیا ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جس پر مقرب فرشتے حاضرباش ہوتے ہیں۔"

چنانچہ اس روح کا اعمالنامہ علیین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ (فرشتو) اسے زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے اس مٹی سے ان کو پیدا کیا تو اسی میں ان کو لوٹاؤں گا اور اسی سے انہیں دوسری بار اٹھا کھڑا کروں گا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: "چنانچہ اس روح کو زمین کی طرف واپس کیا جاتا ہے اور اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔" فرمایا: "پھر جب اس شخص کے ساتھی (قبرستان سے) جانے لگتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی چاپ سن رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے جو بڑے سخت ڈانٹ ڈپٹ والے ہوتے

ہیں' وہ آتے ہیں۔ اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں:

﴿من ربک﴾

"تیرا رب کون ہے؟"

وہ کہتا ہے:

﴿ربی الله﴾

"میرا رب اللہ ہے"

پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں:

﴿دینک﴾

"تیرا دین کیا ہے؟"

وہ کہتا ہے:

﴿دینی الاسلام﴾

"میرا دین اسلام ہے"

پھر وہ اسے کہتے ہیں:

وہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا؟

وہ کہتا ہے: "وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔"

پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں۔

﴿ماعملک﴾

"تیرا عمل کیا ہے"

وہ جواب دیتا ہے:

"میں نے اللہ کی کتاب پڑھی' پھر اس پر ایمان لایا' اسے سچا جانا۔"

تیرا رب کون ہے' تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ (غرض) یہ ہے وہ آخری آزمائش جو مومن پر وارد ہوتی ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ﴾

(ابراھیم ۱۴/۲۸)

" اللہ قول ثابت سے ایمانداروں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ثابت قدم کر دیتا ہے"

تو جب مومن یہ جواب دے دیتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے' میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں تو آسمان میں اعلان کرنے والا آواز دیتا ہے:

میرے بندے نے سچ کہا' اس کے لئے جنت کے بستروں میں سے بستر لگا دو۔ جنت کے لباسوں میں سے اس کو لباس زیب تن کر دو اور جنت کی جانب اس کے لئے دروازہ کھول دو۔۔۔۔ فرمایا: "پھر اس کے پاس جنت کی بہاریں اور خوشبوئیں آجاتی ہیں اور جہاں تک اس کی آنکھ دیکھتی ہے وہاں تک اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے"۔ ایک حدیث میں ہے کہ "پھر ایک خوبصورت چہرے والا آدمی اس کے پاس آتا ہے کہ جس کے کپڑے عالی شان ہوتے ہیں اور اس سے عمدہ ترین خوشبوئیں آرہی ہوتی ہیں۔ وہ کہتا ہے: خوشخبری ہو اس نعمت کی جو تجھے خوش کرے۔ خوش ہو جا! اللہ کی جانب سے رضامندیوں کے ملنے پر اور ایسے باغات پر کہ جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ اس لئے آج کا دن وہ دن ہے کہ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔۔۔۔ یہ سن کر مومن بندہ کہتا ہے: آپ کے لئے بھی ایسا ہی ہو' اللہ آپ کو بھی بھلائیوں کی خوشیاں

دکھائے۔۔۔ یہ تو بتایئے آپ ہیں کون؟ آپ کا چہرہ ایسا ہے کہ جو خیر و برکت لایا ہے! اس پر وہ (اپنا تعارف کرواتے ہوئے) کہتا ہے: میں تیرا عمل صالح ہوں! جو میں تیرے بارے میں جانتا ہوں وہ یہی ہے کہ تو اللہ کی اطاعت بجالانے میں بڑا تیز تھا جبکہ اللہ کی نافرمانی میں تو بڑا ہی سست تھا اللہ تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔

پھر اس کے لئے جنت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ایک جہنم کی جانب سے کھول دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے:

اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو یہ تیرا ٹھکانا تھا اب اللہ نے تجھے اس جہنم کی بجائے یہ جنت عطا فرمادی ہے" پھر جب وہ جنت کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے۔ میرے رب! قیامت جلد قائم کر۔۔۔ تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور اموال کی طرف لوٹوں تو اسے جواب دیا جاتا ہے "ابھی اپنے اسی ٹھکانے میں قیام کر"۔

منافق کی نشانیاں

پہلی نشانی جھوٹ بولنا:

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ مگر دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے جسے اللہ نے اور بڑھا دیا اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(البقرہ ۔ ۱۰)

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

(المنافقون۔۱)

اور وہ اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

(النساء ۔ ۱۴۲)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں۔

(المنافقون۔۹)

دوسری نشانی دھوکہ دینا

دھوکہ نفاق کی نشانی ہے اور اس کی دلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔ ترجمہ: اور جب وہ معاہدہ کرتا ہے تو دھوکہ دے جاتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامتہ المنافقون)

تیسری نشانی گالی دینا

اس کی دلیل محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: اور جب وہ جھگڑا کرتا ہے تو گالی دیتا ہے۔)

(صحیح بخاری باب علامة المنافق)

چوتھی نشانی وعدے کی خلاف ورزی کرنا

جس نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا پھر وقت پر نہ پہنچا اس نے نفاق کے حصوں میں سے ایک حصہ پر عمل کیا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب العقدہ حدیث نمبر ۴۹۹۶)

پانچویں نشانی

عبادت میں سستی کا مظاہرہ کرنا

اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔

(النساء ۱۴۲)

چھٹی نشانی دکھلاوے کی خاطر عبادت کرنا

محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر (عبادت کرتے ہیں) اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

(النساء - ۱۴۲)

ساتویں نشانی ذکر الٰہی میں کوتاہی

اور جب نماز کے لئے اٹھتے ہیں تو کاہلی کرتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

(النساء - ۱۴۲)

آٹھویں نشانی نماز میں ٹھونگے مارنا

یہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کو دیکھتا رہتا ہے اور جب غروب کے قریب ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو کر چار رکعات کے ٹھونگے مار لیتا ہے ان میں اللہ کو کم ہی یاد کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب استحباب التکبیر بالعصر)

نویں نشانی نیک اہل ایمان پر طعنہ زنی کرنا

اللہ تعالیٰ ان دولت مند مگر کنجوس منافقوں کو خوب جانتا ہے۔

جو برضا و رغبت دینے والے اہل ایمان کی مالی قربانیوں پر باتیں چھانٹتے ہیں اور ان لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس (اللہ کی راہ میں دینے کے لئے) اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو وہ اپنے اوپر مشقت برداشت کرکے دیتے ہیں اللہ ان (مذاق کرنے والوں) کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(التوبہ ۔ ۷۹)

دسویں نشانی قرآن کریم' سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانا

ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اور اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذر نہ تراشو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔

(التوبہ ۔ ۶۵۔۶۶)

گیارھویں نشانی اپنے تحفظ کی خاطر قسمیں کھانا

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔

(المنافقون ۔ ۲)

ہرگز نہ دبو کسی ایسے شخص سے جو بہت زیادہ قسمیں کھانے والا بے وقعت آدمی ہے۔

(القلم ۔ ۱۰)

بارھویں نشانی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے موقع پر تنگ دلی کا مظاہرہ کرنا

وہ خرچ کرتا ہے صدقہ دیتا ہے راہ اللہ میں دیتا ہے' بسا اوقات مسجد تک بنوا دیتا ہے یا کبھی چندہ دے دیتا ہے لیکن محض ریاء اور شہرت کے لئے اور انتہائی تنگ دلی کے ساتھ۔

تیرھویں نشانی بزدلی پیدا کرنا

منافقوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی صفوں میں بزدلی اور کم ہمتی پیدا کرتے ہیں۔

چودھویں نشانی اضطراب انگیز افواہیں پھیلانا

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور جو مدینہ میں ہیجان انگیز افواہیں پھیلانے والے ہیں اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے۔

(الاحزاب ۶۰)

تقریر پر اعتراض

یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی جنگ لڑنے گئے اور مارے گئے ان کے متعلق انہوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے۔

(آل عمران۔ ۱۶۸)

نیک لوگوں کی عزت پر حرف زنی کرنا

یہی لوگ فائدوں کے حریص بن کر قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبانیں لئے تمہارے استقبال کو آجاتے ہیں۔

(الاحزاب ۔ ۱۹)

نماز باجماعت سے پیچھے رہنا

نماز باجماعت سے صرف ایسا منافق ہی پیچھے رہتا ہے جس کا نفاق معروف و مشہور ہے۔

( )

اصلاح کے دعوے کے ساتھ زمین پر فساد پھیلایا

جب کبھی ان سے کہا جاتا ہے (اذا ماضی کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے) کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار حقیقت میں یہی لوگ مفسد ہیں مگر انہیں شعور نہیں ہے۔

(البقرہ ۱۱۔ ۱۲)

ظاہر اور باطن کا تضاد

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں ہاں اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسول ہو ۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

(المنافقون ۔ ۱)

حادثات زمانہ سے خواہ مخواہ ڈرنا

ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ہر زور کی آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔

(المنافقون:۴)

جھوٹے عذر تراشنا

ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو کہتے ہیں۔ اے اہل یثرب، نہیں ہے تمہارے لئے ٹھکانہ پس تم لوٹ چلو اور اجازت مانگتے ہیں ان میں سے ایک گروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ ہمارے گھر خالی ہیں اور ان کے گھر خالی نہیں ہیں۔ وہ جہاد سے فرار کا ارادہ کرتے ہیں۔

(سورہ احزاب۔ ۱۳)

برائی کا حکم دینا اور اچھائی سے روکنا

منافقین سے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں

(التوبہ: ٦٧)

کنجوسی کرنا

منافق مرد اور عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں۔ وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔

(التوبہ: ٦٧)

اللہ کو بھلا دینا

یہ منافق لوگ اللہ کو بھولے تو اللہ نے بھی انہیں بھلایا

(التوبہ: ٦٧)

اللہ اور رسولؐ کے وعدے کو جھٹلانا

اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے

(الاحزاب : ۱۲)

ظاہری جسم کا خوب اہتمام اور باطن کے متعلق لاپرواہی کرنا

( )

باتکلف فصاحت، چرب زبانی اور متکبرانہ گفتگو کرنا

وہ (منافق لوگ) اگر بولیں تو تم ان کی باتیں سنتے رہ جاؤ۔

(المنافقون : ۴)

دین کی سمجھ بوجھ سے محرومی

اور لیکن منافقوں کی کسی بات کی سمجھ نہیں

(المنافقون : ۱۷)

تنہائی میں بے دھڑک گناہ کرنا

یہ لوگ انسانوں سے اپنی حرکات چھپا سکتے ہیں مگر وہ تو اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے جب یہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔

(النساء : ۱۰۸)

اہل ایمان کی مشکل پر خوش ہونا اور ان کی خوشی سے تکلیف محسوس کرنا

تمہارا بھلا ہوتا ہے تو انہیں رنج ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ اچھا ہوا ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا۔

(التوبہ: ۵۰)

1۔ مجاہد کا مرتبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

2۔ مجاہد کی ہمیشہ روزہ رکھنے اور قیام کرنے والے کے مقابلے میں فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی دن کو روزہ رکھے' رات کو نماز میں قیام کرے اور اللہ کی تمام آیتوں کا فرمانبردار ہو' جو روزہ رکھتے ہوئے اور نماز پڑھتے ہوئے نہیں اکتاتا۔ یہاں تک کہ مجاہد جہاد سے واپس آجائے۔

(بخاری و مسلم)

3۔ جہاد فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کا ذمہ اٹھایا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کے لئے نکلے کہ میں یا تو اس کو جہاد کا ثواب دے کر اور غنیمت کا مال دے کر زندہ اہل خانہ کی طرف لوٹا دوں گا یا پھر (اگر وہ شہید ہوگیا تو) اس کو جنت میں داخل کردوں گا۔ بشرطیکہ وہ مجھ پہ ایمان

لاتا ہو اور میرے رسولوں کو سچا جانتا ہوا گھر سے نکلے۔

(بخاری)

4۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق شہادت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں لڑتا ہوا شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر شہید کر دیا جاؤں۔

(بخاری)

5۔ جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دینے کی فضیلت:

حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے راستہ میں ایک دن پہرہ دینا دنیا اور دنیا اس کی ہر شے سے بہتر ہے (مسلم شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح بسر کرنا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے)

(بخاری)

6۔ جہاد فی سبیل اللہ میں گرد آلود قدموں کی جہنم سے آزادی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جس آدمی کے پاؤں پر گرد و غبار پڑی اس کو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔

(بخاری)

7۔ کافر اور کافر کو قتل کرنے والا مسلمان جہنم میں اکٹھے نہیں ہونگے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کافر اور کافر کو قتل کرنے والا مجاہد' دونوں جہنم کی آگ میں اکٹھے نہیں ہونگے۔

(مسلم)

8۔ بہترین زندگی مجاہد کی زندگی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب لوگوں سے اس آدمی کی زندگی بہترین زندگی ہے جو جہاد کے لئے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑتا ہے اس کی پشت پر بیٹھ کر دوڑتا پھرتا ہے جب بھی وہ کسی دشمن کے آنے کی خبر یا دشمن کی طرف سے چلنے کا کھٹکا سنتا ہے تو تیزی سے دوڑ پڑتا ہے وہ شہادت اور موت کو موت کی جگہوں میں تلاش کر رہا ہوتا ہے۔

(مسلم)

9۔ جس نے کسی مجاہد کو تیار کیا گویا اس نے خود جہاد کیا:

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے جہاد کے لئے کسی مجاہد کو تیار کیا تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے گھربار کی اچھے طریقے سے خبرگیری کی تو وہ بھی ایسے ہی ہے جیسے اس نے جہاد میں خود شرکت کی۔

(بخاری و مسلم)

10۔ مال سے جہاد کرنے والوں کی فضیلت:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی نکیل والی اونٹنی لایا اور عرض

کرنے لگا کہ میں یہ اللہ کے راستے میں دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اس کے بدلے قیامت کے دن تجھے سات سو اونٹنیاں ملیں گی جو سب کی سب نکیل والی ہوں گی۔

(مسلم)

11۔ جہاد تا قیامت جاری رہے گا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اس کی خاطر ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک لڑتی رہے گی۔

(مسلم)

12۔ جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی شخص قیامت کے دن کستوری کی خوشبو بکھیر رہا ہوگا:

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے راستے میں زخمی ہونے والا قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا اور اللہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستے میں زخمی ہونے والا ہے اس آدمی کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔

(بخاری و مسلم)

13۔ تھوڑی دیر جہاد کرنا گھر میں ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بے شک تم میں سے کسی آدمی کا اللہ کے راستے میں کچھ دیر قیام کرنا اپنے اہل و عیال میں رہ کر ساٹھ سال تک عبادت

کرنے سے افضل ہے۔ اچھا یہ بتاؤ! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کر دے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ جو بھی اللہ کے راستے میں دو مرتبہ دودھ دھونے کے درمیانی وقفے کے برابر لڑائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(احمد' ترمذی' حاکم)

14۔ جہاد کی آرزو کے بغیر موت منافقت کی موت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی اس حال میں فوت ہوا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی تو سمجھ لیجئے کہ وہ آدمی منافقت کے ایک شعبہ پر مرا ہے۔ (مسلم)

15۔ اللہ کے راستے میں جہاد کیسے ہو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مشرکوں سے اپنے مالوں' جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔

(ابوداؤد' دارمی)

16 جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دینے والی آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے رات

گزاری۔

(احمد' ترمذی' نسائی' دارمی)

17۔ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعامات:

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعامات ہیں۔

۱۔ اس (شہید) کو شہادت کے پہلے لمحہ ہی بخش دیا جاتا ہے۔

۲۔ اس کو جنت میں اس کی رہائش گاہ دکھادی جاتی ہے اور عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ سب سے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔

۴۔ اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک موتی دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

۵۔ موٹی موٹی کالی سیاہ آنکھوں والی حوروں سے شادی کی جائے گی۔

۶۔ عزیز و اقارب میں سے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

18۔ اللہ سے شہادت کا سوال کرنا:

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا اللہ اسے شہداء کے مرتبہ پر فائز فرما دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی وفات پا جائے۔

(مسلم)

19۔ قتال کی دو قسمیں: جہاد اور فساد:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لڑائی دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ شخص کہ جس نے خالصتاً اللہ کی رضا کی تلاش کی' امیر کی اطاعت کی' پیاری سے پیاری چیز اللہ کے راستے میں خرچ کی' جہاد میں شامل ساتھی کے ساتھ نرمی سے پیش آیا اور فتنہ سے گریز کیا پس ایسے آدمی کا سونا اور جاگنا سب اجر ہی اجر ہے' دوسرا وہ آدمی جس نے فخر' ریاکاری اور شہرت کے لئے جہاد کیا امیر کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ کچھ ثواب لے کر نہ لوٹا (بلکہ عذاب کا مستحق ہوا)

(احمد' ابوداؤد' نسائی)

20۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

(مسلم)

21۔ تیراندازی کی اہمیت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے آیت..... واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ (جہاں تک تمہارا بس چلے کافروں کے لئے طاقت تیار رکھو) تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ اس آیت میں قوت سے مراد تیراندازی ہے۔ آپ ﷺ نے بات کو مزید تقویت دینے کے لئے

یہ کلمہ تین بار دہرایا کہ خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے یاد رکھو قوت سے مراد تیر اندازی ہے خوب جان لو قوت کا مطلب تیر اندازی ہے۔

(مسلم)

(نوٹ = موجودہ دور میں تیر کی بجائے کلاشنکوف' بندوق' رائفل' راکٹ لانچر' میزائل' ایٹم بم وغیرہ استعمال ہوتے ہیں)

22۔ تیراندازی (نشانہ بازی) کی مشق جاری رہنی چاہیئے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: جس نے تیر اندازی کو سیکھا پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(مسلم)

23۔ بحری جہاد کی فضیلت:

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو سمندر میں سفر کر رہا ہو اور اسے قے آجائے تو اس کو شہید کا اجر ملے گا اور جو ڈوب کر فوت ہو جائے اس کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے۔

(ابوداؤد)

باب۔ 2

فرضیت جہاد

23۔ جہاد فرض ہے چاہے کسی کو ناگوار گزرے:

تم پر قتال فرض ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کو تم ناگوار سمجھو اور وہی تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز جو تمہیں پسند ہو وہی تمہارے لئے بری ہو اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(البقرہ 216/2)

24۔ اللہ کے راستے میں لڑتے رہو:

اور اللہ کے راستے میں جہاد و قتال کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔

(البقرہ 244/2)

25۔ جہاد نہ ہو تو زمین میں فساد پھیل جائے:

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ روکتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔

26۔ کفار کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو:

ان کی تو چاہت ہے کہ جس طرح وہ کافر ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو اور پھر سب ایک ہو جاؤ' پس جب تک یہ اسلام کی خاطر ہجرت نہ کریں ان میں سے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ پھر اگر یہ منہ پھیرلیں تو انہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں بھی یہ ہاتھ لگ جائیں۔ خبردار! ان میں سے

کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھ بیٹھنا۔

(النساء 4/89)

☆ کمزوروں کے دفاع کے لئے جہاد کرو:

اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں ان کمزور مردوں' عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لئے نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی مقرر فرما دے اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار عطا فرما دے۔

(النساء 4/75)

☆ کفار کی گردنوں اور ان کے جوڑ جوڑ پر مارو:

(اس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ میں ان کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیتا ہوں سو تم گردنوں اور جوڑوں پر مارو یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے تو اسے اللہ سخت سزا دیتا ہے۔

(انفال 8/12-13)

☆ ہر حالت میں جہاد کے لئے نکلو:

نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو جائے۔

(التوبہ 9/14)

☆ کفار کے مقابلے میں ثابت قدمی کا حکم:

اے ایمان والو! جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم

رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔

(انفال 45/8)

☆ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم قتال:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کریں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

☆ جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکل پڑو:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا: اب فتح مکہ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ ان میں مسلمانوں کو ہجرت کرکے مدینہ آنے کی ضرورت نہیں رہی لیکن جہاد اور جہاد کی نیت برقرار ہے جب تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا جائے تو نکل پڑو۔

(بخاری و مسلم)

☆ کلمہ گو مسلمان کو قتل نہ کیا جائے:

حضرت ابو ظبیان بیان کرتے ہیں کہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرقہ قبیلے کی طرف بھیجا ہم نے صبح سویرے ان پر حملہ کیا ان کو شکست دی

اور ہوا یوں کہ میرا اور ایک انصاری آدمی کا حرقہ کے ایک شخص سے ٹکراؤ ہوگیا جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو (مجبور ہو کر) وہ لاالہ الااللہ کہنے لگا۔ یہ سنتے ہی انصاری نے تو اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور میں نے برچھی مار کر اسے ہلاک کر دیا جب ہم اس جنگ سے واپس پلٹے تو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اسامہ تم نے یہ کیا کیا کہ اس کے لاالہ الااللہ کہنے کے بعد اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو اپنے بچاؤ کے لئے کہتا تھا آپ بار بار یہی دہراتے رہے حتی کہ میں نے یہ آرزو کی کہ کاش میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا۔

(بخاری کتاب المغازی 4269)

☆ ترغیب جہاد' دنیا اور آخرت کی کامیاب تجارت:

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کریں یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہونگے یہی بڑی کامیابی ہے اور تمہیں ایک دوسری چیز بھی دے گا جسے تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے ایمان داروں کو خوشخبری دے دو۔

(الصف 61/10-13)

☆ اللہ مدد کرے تو دنیا کی کوئی طاقت مجاہدین پر غالب نہیں آسکتی:

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے ایمان

والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہئے۔

(العمران 160/3)

☆ میدان بدر میں کفار کی جڑیں کاٹ دیں گئیں:

اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالٰی کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا سچ ہونا ثابت کر دے اور ان کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کا حق ہونا ثابت کر دے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

(انفال 8/7-8)

☆ جہاد کے لئے اولاد کی دعا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے یوں کہا: آج رات میں اپنی سو بیویوں یا ننانوے بیویوں کے پاس ضرور گھوم آؤں گا (سب سے صحبت کروں گا) اور ہر ایک عورت ایک بیٹا پیدا کرے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا ان کے ایک رفیق نے کہا ان شاء اللہ کہئے لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا پھر ان عورتوں میں سے صرف ایک کو حمل ہوا وہ بھی ادھورا بیٹا ہوا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر ان شاء اللہ کہتے تو سب عورتوں کے بیٹے ہوتے جو شاہ سوار بن کر جہاد کرتے۔

(بخاری کتاب الجہاد 2219)

☆ فضیلت جہاد' عظیم درجات کے وارث مجاہدین:

اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر بیٹھنے والے مومن برابر نہیں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت درجوں میں فضیلت دے دی ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ اچھائی اور بھلائی کا وعدہ دیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دی ہے اپنی طرف سے مرتبے' بخشش' رحمت اور اللہ تعالیٰ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

(النساء 4/95-96)

☆ ہر لحاظ سے اجر عظیم کے مستحق:

پس جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے یقیناً ہم اسے بہت بڑا ثواب عنایت فرمائیں گے۔

(النساء 4/84)

☆ اللہ کے سچے مومن بندے:

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور باعزت رزق ہے۔

(انفال 8/84)

☆ اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث:

جو لوگ ایمان لائے' ہجرت کی اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبے والے ہیں اور یہی لوگ

مراد پانے والے ہیں انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت اور رضامندی کی اور جنتوں کی' ان کے لئے وہاں دائمی نعمت ہے وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے ہاں یقیناً بڑا ثواب ہے۔

(التوبہ 9/20-22)

☆ جنت کے بدلے جان و مال کے سودے:

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں وہ قتل کرتے ہیں اور خود قتل ہو جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے لہٰذا تم اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ کیا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(التوبہ 9/111)

☆ سچے مومنوں کا کام:

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پکا ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں (اپنے دعوی ایمان میں) یہی لوگ سچے اور راست گو ہیں۔

(الحجرات 49/15)

☆ جہاد تمام گناہوں کا کفارہ ہے:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے سامنے یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام اعمال میں

سے افضل ہے ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بتلایئے اگر میں اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہوں کا یہ کفارہ ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں اگر تم اللہ کے راستے میں اس حالت میں قتل ہوئے کہ تم (جزع فزع نہ کر رہے ہو) صبر کر رہے ہو اجر و ثواب کی نیت ہو دشمن کے مدمقابل ہو پیٹھ نہ پھیری ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا تھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ بتایئے اگر مجھے اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے تو کیا یہ میرے گناہوں کا کفارہ کیسے ہو گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں ایسی حالت میں کہ تم صبر کرو اور اجر و ثواب کی نیت رکھو دشمن کے مدمقابل رہے ہو اور پیٹھ نہ پھیری ہو تو سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے اس لئے کہ جبرائیل نے مجھے یہ بتایا ہے۔

(مسلم)

☆ جہاد حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی آبادکاری سے افضل عمل ہے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا تھا کہ چند لوگوں میں سب سے افضل عمل کی بحث چھڑ گئی ایک شخص نے کہا میرے نزدیک قبول اسلام کے بعد حاجیوں کو پانی پلانا سب سے افضل عمل ہے اور اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے لگ جاؤں تو اپنی نجات کے بارے میں قطعی بے فکر ہو جاؤں دوسرے نے کہا میرے نزدیک مسجد حرام کو آباد

کرنا افضل عمل ہے اور یہ آباد کاری کا عمل مجھے اپنی نجات کے متعلق بے فکر کر دے گا۔ تیسرے شخص نے کہا کہ جہاد فی سبیل اللہ تمہارے ذکر کردہ اعمال سے چیزوں سے افضل عمل ہے۔

(مسلم کتاب الامارہ)

جب یہ پورا قصہ فاروق اعظمؓ نے رسول اکرمﷺ کو سنایا اور صحابہ کرام کی بحث سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ اسی جگہ تشریف فرما تھے کہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آپہنچے۔

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اس شخص کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو راہ نہیں دکھاتا جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبے پانے والے ہیں اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت' رضا مندی کی اور جنتوں کی ان کے لئے وہ دائمی نعمت ہے جس میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے نزدیک یقیناً بہت بڑے اجر ہیں۔

(التوبہ 9/19-22)

☆ مجاہد کے ثواب کو کوئی نہیں پہنچ سکتا:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی کہا یا رسول اللہ آپ نے لشکر روانہ کیا ہے اور میرا خاوند جہاد پر چلا گیا ہے جب وہ یہاں تھا تو میں اس کی نماز اور روزہ کی اقتداء کرتی اور

اس کے ساتھ ہر نیکی کا کام کیا کرتی تھی اب مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میں کرتی رہوں اور مجھے اس کے جہادی عمل کے برابر ثواب ملے حتی کہ وہ واپس پلٹ آئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا: تو طاقت رکھتی ہے کہ مسلسل قیام کرے اور مسلسل اللہ کا ذکر کرے اور کبھی غافل نہ ہو اور روزہ رکھے کبھی افطار نہ کرے حتی کہ وہ واپس آجائے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں یہ طاقت نہیں رکھتی فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تجھ میں اتنی طاقت بھی ہو تو پھر بھی تو اپنے خاوند کے جہادی عمل کے اجر کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔

(مستدرک حاکم 73/2)

☆ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیر و سیاحت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

(حاکم کتاب الجہاد 73/2، ابوداؤد، بیہقی 161/9)

☆ مجاہدین فرشتوں سے بھی اعلیٰ مقام کے مالک ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ فقراء مہاجرین ہونگے جو فقر و فاقہ کے باوجود نافرمانیوں سے بچتے رہے جب ان کو حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے تھے اگر ان میں سے کسی کو امیر کے ساتھ کوئی معاملہ یا ضرورت ہوتی تو اس کی حاجت پوری نہ ہوتی حتی کہ اسے اس حال میں موت آجاتی بے شک اللہ قیامت کے دن جنت کو

بلائے گا وہ اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ آئے گی تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے میرے بندے وہ کہاں ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا میرے راستے میں انہیں تکالیف پہنچیں اور انہوں نے جہاد کیا جاؤ تم جنت میں داخل ہو جاؤ' وہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے یہ دیکھ کر فرشتے دربارالہٰی میں حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم دن رات تیری تسبیح بیان کرتے رہے تیری پاکیزگی بیان کرتے رہے تو یہ کون لوگ ہیں جن کو تو نے ہمارے اوپر ترجیح دی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ لوگ ہیں جو میرے راستے میں لڑے اور تکلیفیں برداشت کیں' فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہونگے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے باعث آخرت کا گھر کتنا ہی اچھا ہے۔

(مستدرک حاکم 71/2)

☆ مجاہد کے روزے کی فضیلت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم کی آگ سے دور کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد)

☆ جہاد کے بغیر عبادت کا تصور:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ ایک جلیل القدر محدث اور عظیم الشان مجاہد تھے جہاد ان کی زندگی میں یوں رچ بس گیا تھا کہ اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکتے تھے اس کا اندازہ ان کے اشعار سے ہوتا ہے جو

انہوں نے اپنے ساتھی فضیل بن عیاض کی طرف لکھ کر بھیجے جبکہ اس وقت وہ طرسوس کے محاذ پر مورچہ بند تھے۔

ان کے اشعار کا مطلب درج ذیل ہے:۔

اے حرم مکہ اور حرم مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض ایک کھیل ہے ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون سے نہا لیتے ہیں تمہارے لئے عنبر کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑے کے ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی عنبر کی خوشبو ہے۔

جب یہ اشعار فضیل بن عیاض نے پڑھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے پھر کہا عبداللہ بن مبارک نے سچ کہا اور خیر خواہی کی۔

(طبقات الشافعیہ الاین سبکی = 287:1)

☆ عزم جہاد: تم جس حالت میں لڑو گے اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! مجھے جہاد کے بارے میں بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر اگر تو نے صبر کے ساتھ اجر و ثواب کی نیت سے جنگ کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اجر و ثواب کے ساتھ صابر بنا کر اٹھائے گا اور اگر تم نے ریاکاری' فخر اور مال بڑھانے کے لئے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور مال و دولت کا طالب بنا کر اٹھائے گا اے عبداللہ بن عمر تم جس حالت میں جنگ کرو گے یا مارے جاؤ گے اللہ

تعالیٰ تمہیں اسی حالت میں اٹھائے گا۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد 2519' حاکم کتاب الجہاد 2/85-86)

☆ دنیا کے طالب کے لئے کوئی اجر نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہے اور ساتھ دنیا کا مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے رسول اللہ ؐ نے فرمایا اس شخص کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں لوگوں نے اس آدمی سے کہا کہ رسول اللہ ؐ سے دوبارہ سوال کرو شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے اس شخص نے دوبارہ سوال کیا کہ ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کرنا چاہتا ہے اور ساتھ مال بھی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔ صحابہ نے پھر اس آدمی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پھر مسئلہ دریافت کرو اس نے تیسری بار پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا: اسکے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد' حاکم کتاب الجہاد 2/85)

☆ نیت میں ذرہ بھر فتور عمل جہاد کی بربادی کا سبب:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا لیکن اس کی نیت اونٹ باندھنے کی ایک رسی کی تھی اسے وہی چیز ملے گی جس کی اس نے تمنا کی۔

(نسائی کتاب الجہاد' حاکم کتاب الجہاد 2/109)

☆ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی:

حضرت عقبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جہاد میں شہید ہونے والے لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ مرد مومن جس نے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑائی کی اور دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے یہ قابل فخر شہید ہے عرش الٰہی کے نیچے اللہ کے خیمے میں جاگزیں ہوگا انبیاء اس سے صرف مرتبہ میں افضل ہیں دوسرا وہ مومن شخص ہے جو گناہوں اور خطاؤں کا مرتکب رہا ہو مگر وہ اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور مقابلہ میں خوب لڑتا ہے حتی کہ شہید ہو جاتا ہے اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے یہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے بھی چاہے گا داخل کیا جائے گا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات' جنت کے کچھ دروازے دوسرے دروازوں سے افضل ہیں۔ تیسرا وہ منافق ہے جو بے شک اپنی جان اور مال سے جہاد میں حصہ لیتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں جوانمردی سے لڑتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے مگر اس کے باوجود دوزخ میں جائے گا کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

(مسند احمد 185/4' ابن حبان کتاب الجهاد)

۱۴۵
راہ جہاد میں نکلنے کی فضیلت

☆ راہ جہاد میں ہر قدم اٹھانے کا اجر ملتا ہے:

یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی جو تکلیف پہنچی، جو بھوک لگی اور جو چلنا پڑا وہ کفار کے لئے باعث غیض و غضب ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا جاتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ مخلص کا اجر ضائع نہیں کرتا اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب ہی ان کے نام لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

(التوبہ 9/120-121)

☆ جہاد میں نکلنا مشرق و مغرب کے مابین ہر چیز سے بہتر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں ایک کمان رکھنے کی جگہ مشرق و مغرب کے درمیان موجود ہر چیز سے بہتر ہے اللہ کے راستے میں ایک صبح نکلنا یا ایک شام نکلنا مشرق و مغرب کے درمیان موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

(بخاری و مسلم)

☆ جہاد پر نکلنے والے کی فضیلت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کا آزاد کردہ غلام بقیہ رقم کی ادائیگی کی غرض سے حاضر ہوا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "اب میرے پاس آنے کی بجائے جہاد فی سبیل اللہ کو لازم پکڑ لو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

جس آدمی کا جسم جہاد فی سبیل اللہ میں خاک آلود ہوا تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیں گے۔

(مسند احمد 85/6)

☆ راہ جہاد میں نکلنے والے کو روکنا نہیں چاہیئے:

حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں حضرت بلال ؓ نے شام کی طرف جانے کی تیاری کی تو حضرت ابوبکر ؓ کہنے لگے اے بلال ؓ میں تو تجھے ایسا نہیں سمجھتا تھا کہ تو ہمیں اس حال میں چھوڑ جائے گا کاش ہمارے ساتھ رہیں اور ہماری مدد کریں تو حضرت بلال ؓ کہنے لگے اگر آپ ؓ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے چھوڑ دیں میں اللہ کی طرف (راہ جہاد میں) چلا جاؤں گا اور اگر آپ نے اپنے لئے آزاد کیا تھا تو اپنے پاس روک لیں تو انہوں نے اجازت دے دی وہ شام کی طرف چلے گئے وہیں فوت ہوئے (شہید ہو گئے)

(کتاب الجہاد ابن مبارک تاریخ دمشق لابن عساکر' طبقات ابن سعد 169/1)

ترغیب جہاد

☆ ایک تیر تین آدمیوں کو جنت میں لے جائے گا:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے ایک اس کا بنانے والا جو اسے خیر (جہاد) کی نیت سے بنائے گا دوسرا مجاہد کو تیر کی مدد فراہم کرنے والا اور تیسرا تیر کو چلانے والا اس کے بعد آپ نے فرمایا اور تم تیر اندازی کرو اور شاہسواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے شاہسواری سے زیادہ پسند ہے ہر وہ چیز جس سے انسان کھیل کود کرے وہ باطل و بے فائدہ ہے سوائے کمان سے تیر پھینکنے اور اپنے گھوڑے کو تربیت دینے اور اپنی بیوی سے دل لگی کرے کہ یہ درست اور حق ہے جو شخص نشانہ بازی سیکھ کر اسے بھلا دیتا ہے وہ اپنے فن سے کفران نعمت کا ارتکاب کرتا ہے۔

(ابوداؤد' مسند ابی عوانہ' نسائی)

☆ ایک تیر سے جنت واجب ہوگئی:

حضرت عتبہ بن عبد سلمٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ: کھڑے ہو جاؤ اور لڑو عتبہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تیر پھینکا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اس عمل سے (جنت) واجب کرلی۔

(مسند احمد)

☆ پہرہ دینے کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ: درہم و دینار اور چادر کا بندہ برباد ہوا کہ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہوجاتا ہے اگر نہ دیا جائے تو ناراض ایسا شخص ہلاک اور برباد ہوگیا اگر اسے کانٹا چبھے تو نکالنے پر وہ بھی نہ نکلے۔ خوشخبری ہو اس بندے کے لئے جو اللہ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے اس کا سر پراگندہ ہے اور پاؤں غبار آلود اگر وہ پہرے پر ہو تو اس کا حق ادا کرے اور اگر پیچھے ہو تو اس کا حق ادا کرے (حالانکہ اس کی حالت یہ ہے کہ) اگر وہ اجازت چاہے تو نہ ملے اگر وہ سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے۔

(بخاری کتاب الجہاد)

☆ لیلتہ القدر سے افضل رات:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کیا میں تمہیں ایسی رات نہ بتاؤں جو لیلتہ القدر سے افضل ہو؟ (پھر خود ہی فرمایا) ایک پہرہ دینے والا پہرے دار ہے ایسی خوف کی جگہ پر کہ شاید وہ گھر نہ لوٹ سکے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 5/296' حاکم 2-80-81)

جہادی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت

☆ اللہ کے محبوب بندے:

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو اس کی راہ میں ایسے صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(الصف 4/61)

☆ جہادی صف میں کی گئی دعا رد نہیں ہوتی:

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت ایسے ہیں جب آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک نماز کے وقت دعا کرنا اور دوسرا جب مجاہد صف میں کھڑ ہو کر دعا کرے۔

(ابوداؤد)

غازی کو بھیجنے والے کی فضیلت

☆ غازی کو بھیجنے والے کے لئے برابر کا اجر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لئے نکلے اور اجر دونوں میں برابر ہو گا۔

(مسلم 1896)

☆ مشکل وقت میں غازی کی مدد کرنے کی فضیلت:

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مجاہد فی سبیل اللہ یا غازی کی مشکل وقت میں مدد کی یا مکاتب کی آزادی میں مدد کی تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے دن اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔

(مسند احمد 487/3)

☆ معرکے کے علاوہ راہ جہاد میں فوت یا قتل ہونے کی فضیلت:

راہ جہاد میں فوت ہونے والے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ "اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا اپنی موت مرو بے شک اللہ کی

بخشش اور رحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں بالیقین خوا
مرجاؤ یا مارے جاؤ جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کئے جاؤ گے۔"

(العمران 3/157-

☆ مجاہد پانی میں ڈوب کریا آگ میں جل کریا درندے کے ڈس
سے فوت ہو تو بھی جنت میں ضرور داخل ہو گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے
صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید
آپ ؐ نے فرمایا تب تو میری امت میں شہداء کم ہونگے انہوں نے پو
پھریا رسول اللہ ﷺ کون شہید ہیں آپ نے فرمایا:

جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے۔
جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مرجائے وہ شہید ہے۔
جو طاعون کی بیماری سے مرجائے وہ شہید ہے۔
جو پیٹ کی بیماری میں مرجائے وہ شہید ہے اور
جو ڈوب کر مرجائے وہ شہید ہے۔

(مسلم باب بیان الشہداء' 1915' ابن ما

کافروں کو قتل کرنے کی فضیلت

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان جب میں
کذاب سے معرکہ کرنے کے لئے نکلے تو میں ان کے ہمراہ نکلا اور اپنا و
نیزہ لیا جس سے سیدالشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا جب مقابل
ہوئے تو میں نے مسیلمہ کو کھڑا دیکھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی او

اس سے قبل میں اس کو پہچانتا نہ تھا میں نے اس کے قتل کی تیاری کی ایک اور انصاری نے بھی دوسری جانب سے اس پر حملہ کی تیاری کی ہم دونوں اس کے قتل کا ارادہ کئے ہوئے تھے میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی اور نشانے سے مطمئن ہو کر نیزے کو اس پر پھینک دیا نیزہ اس کے جسم میں پیوست ہوگیا اور اس انصاری نے تلوار سے اس پر حملہ کیا پس میرا رب زیادہ جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے اسے کس نے قتل کیا تو لوگوں میں سے بہترین (حضرت حمزہؓ) کے بعد لوگوں میں سے بدترین (مسیلمہ کذاب) کو میں نے قتل کیا۔

(اس کی سند صحیح ہے ۔ سیرابن ہشام)

☆ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح اپنے کافر باپ کو قتل کرتے ہیں:

غزوہ بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بے خوف و خطر دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے آپ کو دیکھ کر دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی جونہی آپ کسی شاہسوار کے سامنے آتے وہ گھبرا کر ایک طرف ہوجاتا لیکن ان میں سے ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا اور تلوار کا وار کرنے کی کوشش کرتا لیکن آپ اس سے پہلو تہی اختیار کرتے وہ شخص آپ کے مقابلہ کے لئے بار بار سامنے آتا رہا لیکن آپ ہمیشہ تلوار روکتے رہے لڑائی کے دوران ایک مرحلہ ایسا آیا کہ اس شخص نے آپ کو گھیرے میں لے لیا جب ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لئے تمام راستے بند ہو گئے تو آپ نے مجبور ہو کر اس کے سر پر تلوار کا ایسا زوردار وار کیا کہ اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ آپ کے قدموں میں ڈھیر ہوگیا یہ دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی کہ ابوعبیدہؓ کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا آدمی ان کا

باپ تھا آپ کا یہ کارنامہ اللہ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل کر دیا۔

ترجمہ: تم کبھی یہ نہ پاؤ گے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا اہل خاندان ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان راسخ کر دیا ہے اور اپنی طرف سے رعب عطا کرکے ان کو قوت بخشی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہی لوگ اللہ کے گروہ ہیں خبردار اللہ کے گروہ فلاح پانے والے ہیں۔

()المجادلہ 22/58)(الاصابۃ 252/2)

☆ جہاد میں زخمی ہونے کی فضیلت:

زخموں کے باوجود میدان جہاد میں آگے بڑھنے کا جذبہ حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں میرا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا حالت یہ تھی کہ ان کی آنتیں باہر نکلی ہوئی تھیں اس نے کسی گزرنے والے سے کہا کہ یہ آنتیں اکٹھی کرکے باندھ دو تاکہ میں ایک یا دو نیزوں کی مقدار اللہ تعالٰی کے راستوں میں قریب ہوسکوں چنانچہ جب دوبارہ اس کے پاس سے گزر ہوا تو وہ ایک یا دو نیزوں کی مقدار قریب ہو چکے تھے۔

(کتاب الجہاد 132/2)

☆ اللہ کی راہ میں زخمی ہونے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن مخرمہ ؓ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میرے جسم کا ایک ایک جوڑ تیری راہ میں زخموں سے چور نہ ہو جائے۔ صدیق اکبر ؓ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ میں سخت معرکہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن مخرمہ ؓ اس معرکے میں شریک تھے آپ اس بہادری سے لڑے کہ شجاعت بھی آفریں پکار اٹھی سارا جسم لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہوگیا شام کے سائے گہرے ہوئے تو لاشوں کو جمع کیا جانے لگا حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرا گزر عبداللہ بن مخرمہ ؓ کے پاس سے ہوا تو آپ خون میں لت پت پڑے ہوئے تھے ان کے جسم کی کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں زخم نہ آیا ہو آپ کے قریب ہوا تو پوچھنے لگے کہ روزہ داروں نے روزہ افطار کر لیا ہے تو میں نے کہا ہاں تو فرمانے لگے میرے منہ میں بھی پانی ڈالو میں یہ سن کر حیران رہ گیا اس بندہ خدا نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے میں حوض سے دوڑ کر پانی لایا دیکھا تو وہ اپنے آخری سانس پورے کر چکے تھے۔

(ابن ابی شیبہ 5/316)

☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنا کٹا ہوا بازو اتار پھینکتے ہیں:

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میں نے ابو جہل پر یلغار کی اور نصف پنڈلی اس کے پاؤں کو کاٹ دیا تو اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر تلوار چلائی جس سے میرا ہاتھ کٹ کر میرے بازو کے چمڑے سے لٹک گیا اور لڑائی میں رکاوٹ ہونے لگا میں اسے اپنے ساتھ گھسیٹے ہوئے سارا دن لڑا لیکن جب وہ مجھے اذیت پہنچانے لگا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے زور سے کھینچ

کر الگ کر دیا۔

(سیر اعلام النبلاء 250/1' سیرت ابن ہشام)

شہادت کا سوال کرنے کی فضیلت

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لئے تڑپ:

حضرت ابو وائل کہتے ہیں جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو کہا کہ میں نے شہادت کی موت کو اس کی جگہوں میں تلاش کیا لیکن میری قسمت میں یہی ہوا کہ بستر پر مر رہا ہوں اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد وہ عمل جس کی بنیاد پر اللہ سے قوی امید رکھی جاسکتی ہو میرے نزدیک یہی ہے کہ کوئی رات اس طرح بسر کروں کہ گھوڑے کو ڈھال بنا کر صبح کے انتظار میں رہوں اور جب صبح ہو تو میں کافروں پر حملہ کروں اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں پھر فرمایا جب میں مرجاؤں تو میرے ہتھیار اور گھوڑا اللہ کے راستے میں تیاری کے لئے وقف کر دیں۔

(اس کی سند حسن ہے۔ مجمع الزوائد 250/9)

☆ شہید کی بیوی کا کردار:

حضرت صلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی معاذہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب خاوند اور بیٹے دونوں کی شہادت کی اطلاع ملی تو اس وقت حضرت صلہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کو آگے آکر کہا تو آگے بڑھ میں اللہ کی رضا پر راضی رہ کر ثواب حاصل کروں گی تو پہلے وہ شہید ہوئے پھر باپ شہید ہوئے جب دونوں کی شہادت کی خبر آئی تو عورتیں جمع ہو گئیں صلہ رضی اللہ عنہ کی بیوی معاذہ رضی اللہ عنہا کہنے لگی اگر آپ اس عزت پر ہمیں مبارک باد دینے آئی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے تو ٹھیک ہے

ورنہ پلٹ جاؤ۔

(اس کے راوی ثقہ ہیں کتاب الجہاد ابن مبارک =(155) 148)

☆ چھوٹی جماعت کی بڑے لشکر پر یلغار کی فضیلت:

دشمن کے خلاف ڈٹ کر لڑنے والا مجاہد جنت کے بالا خانوں میں ہے

حضرت یحیی بن کثیرؒ بیان کرتے ہیں کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰی کے ہاں افضل الشہداء وہ ہوتے ہیں جو (دشمن کے مقابلہ میں) صف میں کھڑے ڈٹ کر لڑتے ہیں (چہروں کو) پیچھے متوجہ بھی نہیں کرتے حتی کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں یہ جنت کے بالاخانوں میں داد عیش دے رہے ہوتے ہیں تیرا رب ان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیتا ہے اور تیرا رب جب کسی قوم کی طرف دیکھ کر ہنس دے تو ان سے حساب و کتاب نہیں ہوتا۔

(کتاب الجہاد ابن مبارک' مسند احمد 5/287)

☆ حدیبیہ میں صحابہؓ کی موت پر بیعت:

حضرت زید بن ابی عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن تم نے کس بات پر بیعت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر) کی تھی تو انہوں بتایا کہ موت پر۔

(بخاری کتاب العفازی: 4169 مسلم)

☆ عوف بن حارث معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اپنی زرہ اتار کر پھینک دیتے ہیں:

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اپنے بندے کی کس ادا پر مسکراتا ہے فرمایا بندہ ننگے بدن اپنے ہاتھ کو دشمن میں ڈال دے یہ سن کر معاذ بن عفراء نے اپنی زرہ اتار پھینکی اور لڑتے رہے حتی کہ شہید ہو گئے

(مصنف ابن ابی شیبہ 338/5)

اسلحہ کی فضیلت

☆ کسی حالت میں بھی اسلحہ سے غفلت نہ برتو:

اور جب تو ان میں ہو اور ان کے لئے نماز قائم کرو تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو پھر جب یہ سجدہ کرلیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی ہو آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں کافر چاہتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر اچانک دھاوا بول دیں۔

(النساء 4/109)

☆ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تلوار دے کر بھیجے گئے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مجھے تلوار دے کر بھیجا ہے حتی کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت ہونے لگے اور میرا رزق نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن گئی ہے جو میرے طریقہ کی مخالفت کرے اور جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے ہو جائے گا۔

(مسند احمد 2/50' ابن ابی شیبہ 5/313)

☆ شہید کی فضیلت:

شہید کو مردہ نہ کہو۔

"اور اللہ کی راہ میں شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے"

(البقرہ 2/154)

☆ شہداء اللہ کے انعام یافتہ لوگ ہیں:

جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام دیا ہے جیسے نبی' صدیق' شہید اور لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔

(النساء 4/89)

☆ شہداء اللہ کے ہاں رزق پاتے ہیں:

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے

اپنا فضل جو انہیں دے رکھا اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں یوں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے وہ خوش بخت ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا۔

(العمران 3/169-171)

☆ اللہ سے عہد پورا کرنے والے لوگ:

مومنوں میں سے (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے سچ کر دکھایا بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض (موقع کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(الاحزاب 33/23)

☆ شہداء سبز خیموں میں ہونگے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شہداء جنت کے دروازے کے پاس سبز خیموں میں نہر کے کنارے پر ہونگے ان کو صبح شام جنت سے رزق ملے گا۔

(مسند احمد 1/266)

☆ شہید سے اللہ تعالیٰ کی براہ راست ملاقات:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا اور فرمایا اے جابر میں تمہیں پریشان کیوں دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ شہید ہوگیا اور اس نے قرض اور اولاد چھوڑی ہے تو آپؐ نے فرمایا:

کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ آج تک اللہ تعالیٰ نے کسی سے بات کی تو پردے کی اوٹ میں کی مگر تیرے باپ سے اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے بات کی اور فرمایا سوال کر میں تجھے دوں گا اس نے عرض کیا میں سوال کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دے تاکہ میں دوسری مرتبہ تیرے راستے میں شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں جانا تو عرض کیا کہ اے میرے رب میرے پیچھے رہنے والوں کو یہ بات پہنچا دے تو اللہ نے قرآن میں آیت نازل فرمائی

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق کھاتے ہیں"

(ترمذی کتاب التفسیر 3010/2)

☆ شہداء پر غشی طاری نہ ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا: "اور قیامت کے دن صور میں پھونک دیا جائے گا پس تمام آسمان والے بے ہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا اس فرمان میں وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہ چاہے گا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ اللہ کے شہید ہونگے۔

(حاکم کتاب التفسیر 253/2)

☆ حور عین شہداء کے لئے دعا کرتی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر لیثی بیان کرتے ہیں کہ جب دو صفیں (مجاہدین و کفار) جنگ شروع کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اسی وقت حور عین کو آسمان دنیا پر بھیج دیتے ہیں جب وہ کسی مرد (بہادر مجاہد) کو دیکھتی ہیں تو

اس کے آگے ہو کر لڑنے پر خوش ہوتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ اسے ثابت قدم رکھ اور اگر وہ پیچھے ہٹ جائے تو اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور اگر مجاہد شہید ہو جائے تو دونوں زمین پر اترتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ اے اللہ جس نے اس کو خاک و خون میں تڑپایا تو بھی اسے خاک و خون میں تڑپا دے۔

(مصنف عبدالرزاق کتاب الجہاد)

☆ شہید کی سابقہ حالتیں بدل جاتی ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کالے رنگ کا بدصورت انسان ہوں میرے پاس مال بھی نہیں اگر میں ان کفار سے لڑوں اور شہید کر دیا جاؤں تو کیا جنت میں داخل ہو جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں چنانچہ آگے بڑھے کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر گزر ہوا جبکہ وہ شہید ہوئے پڑے تھے آپ نے فرمایا اللہ نے تیرے چہرے کو خوبصورت کر دیا اور تیری بو کو مہکدار بنا دیا اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا پھر آپ نے فرمایا: میں نے اس کی دو بیویاں "حورعین" دیکھی ہیں اس میت پر ایک جبہ ہے وہ دونوں جھگڑ رہی ہیں اور اس کی کھال اور جبہ کے درمیان داخل ہونا چاہتی ہیں۔

(حاکم 2/93-94 البیہقی)

☆ قاتل و مقتول جنت میں گہرے دوست:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے کافروں میں سے ایک شخص کا

مسلمانوں کے ایک شخص سے ابتدائی مقابلہ ہوا اس مشرک نے مسلمان کو قتل کر دیا پھر مسلمانوں میں سے ایک شخص مقابلے کے لئے نکلا مشرک نے اسے بھی قتل کر دیا پھر وہ مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ کس چیز پر قتال کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ ہم لوگوں سے قتال کریں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور ہم اللہ کے حقوق ادا کریں یہ سن کر اس مشرک نے کہا یہ تو بہت عمدہ بات ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ ایمان لایا اور اب اس نے مشرکین پر حملہ کر دیا وہ بہت بہادری سے قتال کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا اس کی لاش کو ان دونوں مسلمانوں کی لاشوں کے درمیان رکھ دیا گیا جن کو اس نے قتل کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اہل جنت میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے والے ہونگے۔

(مجمع الزوائد 296/5 طبرانی فی الاوسط)

☆ شہید دس مرتبہ شہادت پانے کی خواہش کرے گا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک جنتی کو اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا جس سے اللہ دریافت کرے گا اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا وہ جواب دے گا اے میرے اللہ مجھے خوب ٹھکانہ ملا ہے اللہ تعالٰی فرمائیں گے تمہاری کوئی اور طلب یہ بھی درست ہے یا تمہارا کوئی اور مطالبہ ہے کوئی اور طلب یا آرزو ہے؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میری کوئی اور طلب نہیں ہے مگر یہ کہ تو مجھے دس مرتبہ دنیا

میں بھیجے اور میں ہر مرتبہ تیرے راستے میں جان قربان کر دوں اس کی یہ آرزو شہادت کا مرتبہ عظیم دیکھ کر ہو گی۔

(نسائی، مستدرک حاکم، کتاب الجہاد 75/2)

☆ شہداء کے سردار حضرت حمزہؓ ہونگے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں جب لوگ جنگ سے واپس ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کو نہ دیکھا ایک شخص نے کہا کہ میں نے ان کو ایک درخت کے نیچے دیکھا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں اے اللہ میں تجھ سے برات چاہتا ہوں اس چیز سے جس کو یہ لوگ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی لائے ہیں اور تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اس چیز سے جو مسلمانوں سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر وہاں تشریف لے گئے اور جب حضرت حمزہؓ کی پیشانی کو دیکھا تو آپ رو دیئے اور جب آپ نے دیکھا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں تو انتہائی رنجیدہ ہوئے پھر آپ نے پوچھا کیا کوئی کفن ہے؟ ایک انصاری کھڑے ہوئے اور ان پر ایک چادر ڈال دی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ عیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہونگے۔

(مستدرک حاکم 119-120)

☆ شہید وہ جس کو فرشتوں نے غسل دیا:

حضرت حنظلہ بن عبداللہؓ معرکہ احد میں شہید ہوئے، ان پر غسل کرنا واجب تھا اسی حالت میں میدان جہاد میں نکلے اور شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فرشتے

حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی سے دریافت کیا انہوں نے سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔

(مستدرک حاکم 3/204 بیہقی 4/15)

☆ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ معرکہ رجیع میں گرفتار ہونے کے بعد کفار مکہ کے ہاتھ لگ گئے انہوں نے کچھ عرصہ ان کو جیل میں رکھا پھر ان کو سوئی پر لٹکانے کا فیصلہ کیا قید کے دنوں میں انہیں دیکھا گیا کہ وہ انگور کے خوشے کھا رہے ہیں حالانکہ ان دنوں مکہ میں کھجور بھی نہیں ملتی تھی جب سولی کا وقت آیا تو آپ کو مقام تنعیم پر لے جایا گیا انہوں نے کہا اگر ممکن ہو تو مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دی جائے مشرکین نے اجازت دے دی' حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جلدی میں دو رکعت نماز ادا کی ان کے دل میں خیال آیا اگر ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھوں گا تو مشرکین سمجھیں گے کہ سولی سے ڈر رہا ہوں۔ حضرت خبیب پہلے شخص ہیں جنھوں نے قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ اختیار کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی 3989)

نماز کے بعد مشرکوں نے پکڑ کر تختہ دار پر چڑھا دیا کسی نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سولی چڑھ جائے اور تم بچ جاؤ؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میں آرام سے رہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور ساتھ ہی فرمایا میرے اللہ میرے حال کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دے۔ اللہ ان سب ظالموں کو تباہ کرے اور ان کو

گئے' شہادت کے وقت حضرت خبیب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

ترجمہ:

اگر میں اسلام پر مارا جاؤں تو مجھے کوئی غم نہیں کہ میں کس پہلو پر گروں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی محبت میں ہے اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ہر ٹکڑے میں برکت فرما کر دے۔

(بخاری کتاب المغازی 3989)

میدان جہاد سے فرار

☆ میدان جہاد سے فرار ہونے والا جہنمی ہے:

"اے ایمان والو! جب تم کافروں کے مقابل ہو جاؤ تو پیٹھ مت پھیرنا اور جو شخص ان سے اس وقت پیٹھ پھیرے گا جب لڑائی ہو رہی ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہوں تو وہ مستثنیٰ ہے باقی جو ایسا کرے گا اس کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا جو کہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

(انفال 8/15-16)

☆ سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' قتل نفس جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ کسی حق کے ساتھ جائز ہے' سود کھانا' یتیم کے مال کو ہڑپ کرنا' لڑائی کے دن صفوں سے بھاگ جانا اور پاک دامن مومن و عاقل عورتوں پر تہمت

لگانا۔

(بخاری، مسلم)

معذور لوگ میدان جہاد میں

☆ نابینا صحابی کا وحی الٰہی سن کر تڑپ اٹھنا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (لایستوی القاعدون) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور گھر میں بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اس وقت آپ مجھے یہ آیت لکھوا رہے تھے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینے تھے) نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا۔ تب اللہ تعالٰی نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الفاظ نازل فرمائے (غیر اولی الضرر) یعنی بغیر شرعی عذر کے بیٹھے رہنے والے جہاد کرنے والوں کے برابر نہیں۔

(بخاری کتاب الجہاد)

☆ اللہ کی قسم میں تو لنگڑاتا ہوا جنت میں داخل ہونا چاہتا ہوں:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جو عبداللہ بن عباس ؓ کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموع ؓ یہ انصار کے ایک بزرگ تھے جو لنگڑے ہو گئے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف گئے تو انہوں نے بیٹوں سے کہا کہ مجھے لے جاؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے لنگڑا ہونے اور ان کی حالت کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رک جانے کی اجازت دے دی جنگ احد کا دن

ہوا تو پھر بیٹوں سے کہا کہ مجھے لے جاؤ انہوں نے کہا کہ آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہوئی ہے تو کہنے لگے تم نے بدر میں مجھے جنت سے روکے رکھا اور اب احد میں بھی مجھے جنت سے روک رہے ہو اور نکل پڑے جب معرکہ گرم ہوا تو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے اگر میں آج شہید ہو جاؤں تو اپنے اس لنگڑے پن سے جنت میں چلا جاؤں گا فرمایا ہاں تو کہنے لگے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں آج اس لنگڑے پن سے جنت کو روند ڈالوں گا ان شاء اللہ پھر اپنے ساتھ آنے والے اپنے غلام حضرت سلیم رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے تو اپنے گھر چلا جا جوابا" کہنے لگے کہ آج میں بھی آپ کے ساتھ شہادت پاؤں تو اس میں کیا ہرج ہے تو کہنے لگے پھر آگے بڑھ چنانچہ وہ آگے آیا لڑا اور شہید ہو گیا پھر یہ خود آگے بڑھ کر (بڑی بہادری سے) لڑے اور حتی کہ شہید ہو گئے۔

(کتاب الجہاد ابن مبارک، بیہقی)

☆ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ موت و حیات کی کش مکش میں بھی سفر جہاد پر رواں دواں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک لشکر قسطنطنیہ پر حملے کے لئے روانہ کیا گیا حضرت ایوب انصاری کو اس لشکر کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو اسی برس کی عمر کے باوجود اس مہم میں شرکت فرمائی۔ دوران سفر ایسے بیمار ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے موت کے وقت یہ وصیت کی کہ میری لاش سرزمین دشمن میں جہاں تک لے جا سکو لے جا کر دفن کرنا امیر لشکر نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے ساتھ رات کی تاریکی

میں ان کی نعش کو دفن کیا۔

(طبقات ابن سعد 484/3)

☆ میدان جہاد میں کمزور مجاہدین کو کمتر خیال نہ کیا جائے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو جو مدد یا روزی ملتی ہے وہ غریب اور کمزور لوگوں کی وجہ سے ملتی ہے۔

(بخاری کتاب الجہاد 2896)

میدان جہاد میں فرشتوں کے ذریعے نصرت الٰہی

☆ افضل فرشتے کون:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے باپ رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رفاعہ رضی اللہ عنہ اہل بدر میں سے تھے کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ آپ اپنے اندر اہل بدر کو کس مقام میں شمار کرتے ہیں آپ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں اور اس پر جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے بالکل اسی طرح فرشتوں میں بھی وہ سب سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے۔

(بخاری کتاب المغازی 3992)

بچوں کا جذبہ جہاد

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جہاد کے لئے پیش کیا گیا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ۱۴ چودہ برس تھی آپ نے اجازت نہ دی پھر خندق کے دن پیش کیا

گیا اس وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی آپ نے منظور کر لیا۔

(بخاری کتاب الشہادات 2664)

☆ ابو جہل کو دو بچوں نے جہنم واصل کیا:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جنگ بدر میں مجاہدین کی صف میں کھڑا تھا جب میں نے اپنی دائیں اور بائیں طرف توجہ کی تو دونوں طرف کم عمر انصاری بچوں کو دیکھا دو کمزور بچوں کے درمیان خود کو پا کر میں اپنے آپ کو غیر محفوظ خیال کرنے لگا اور ان کا دائیں بائیں ہونا مجھے پسند نہ آیا اچانک ان میں سے ایک نے اس طرح کہ دوسرے ساتھی کو معلوم نہ ہو مجھ سے کہا چچا جان مجھے ابو جہل کو دکھا دو میں نے پوچھا بھتیجے تم اس کا کیا کرو گے کہنے لگا میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر میں اسے دیکھ لوں تو قتل کر دوں گا اگرچہ اس کوشش میں میری جان ہی چلی جائے پھر دوسرے نے بھی اسی طرح کہ اس کے ساتھی پر ظاہر نہ ہو مجھ سے یہی پوچھا حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب تو مجھے ان دونوں کے علاوہ کسی دوسرے کے درمیان ہونا بالکل پسند نہ آیا اور میں نے ان دونوں کو اشارہ سے ابو جہل دکھا دیا چنانچہ وہ دونوں ابو جہل کی طرف دو عقابوں کی طرح جھپٹے اور اسے قتل کر دیا یہ دونوں حضرت عفراء کے بیٹے تھے۔

(بخاری کتاب لمغازی3988)

☆ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد:

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ ابی اللحم کے غلام اور کم عمر بچے تھے خیبر کی لڑائی میں شرکت کی خواہش کی ان کے سرداروں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی کہ اجازت دی جائے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ایک تلوار بھی فراہم کر دی جو گلے میں لٹکا لی مگر تلوار بڑی تھی اور قد چھوٹا تھا اس لئے وہ زمین پر گھسٹی جاتی تھی اسی حال میں خیبر کی لڑائی میں شرکت کی چونکہ بچے بھی تھے اور غلام بھی اسی لئے غنیمت کا پورا حصہ تو نہیں ملا البتہ بطور عطیہ کچھ سامان حصہ میں آیا۔

(اس کی سند صحیح ہے ابوداؤد' مسند احمد' ترمذی)

خواتین میدان جہاد میں

☆ خواتین کو جہادی مشقیں دکھانا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ عید کا دن تھا حبشی ... برچھوں سے کھیل رہے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا آپ نے خود ہی فرمایا کیا تو یہ منظر دیکھنا پسند کرتی ہے میں نے کہا جی ہاں آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا گال آپ کے گال پر تھا اور آپ حبشیوں سے فرما رہے تھے نبی اور خدا کا کھیل جاری رکھو میں کھیل دیکھتے دیکھتے خود ہی تھک گئی آپ نے پوچھا اب طبیعت سیر ہو گئی میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اچھا چلی جاؤ۔

(بخاری کتاب الجہاد)

☆ ام عطیہ ؓ نے سات جنگوں میں شرکت کی:

ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگوں میں شریک ہوئی ہوں میں کیمپ کی حفاظت کرتی تھی مجاہدین کی خوراک تیار کرتی تھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرتی تھی۔

(مسلم کتاب الجہاد)

☆ ام عمارہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا:

جنگ احد میں کافروں نے یلغار کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوئے تو ام عمارہؓ سینہ سپر ہو گئیں اور آپ کا پورا پورا دفاع کرتی رہیں جب عبداللہ بن قیمہ دوڑتا ہوا آیا تاکہ رحمت عالمؐ پر حملہ کرے تو ام عمارہؓ نے آگے بڑھ کر یہ حملہ روکا اس کوشش میں ان کے کندھے پر زخم آیا اور اس میں گڑھا پڑ گیا جب ام عمارہؓ نے جوابی وار کیا تو ان کی ضرب کارگر نہ ہوئی کیونکہ ابن قیمہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔

(سیرا بن ہشام مصری 3/87-88)

☆ حضرت خنساءؓ نے چار جگر گوشے راہ خدا میں پیش کر دیئے:

حضرت خنساءؓ کے چار بیٹے تھے جنگ قادسیہ میں انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو پاس بلا کر نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور کہا پیارے بیٹو تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی اللہ کی قسم کہ تم جس طرح ایک ماں کے پیٹ سے ہو اسی طرح ایک باپ کے بھی بیٹے ہو میں نے تمہارے باپ کی خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا اور نہ تمہارے حسب و نسب میں داغ لگایا جو ثواب اللہ نے کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لئے رکھا ہے تم اس کو خود جانتے ہو خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس دار فانی سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمانو صبر کرو اور استقامت سے کام لو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو' کل جب خیریت سے صبح کرو تو تجربہ کاری کے ساتھ اور اللہ سے نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا اور جب دیکھنا کہ

لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف اس کے شعلے بلند ہو رہے ہیں تو تم خاص آتش دان جنگ کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھو کہ فوج غصے سے آگ ہو رہی ہے تم غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا اللہ کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں عزت پاؤ۔

(اسد الغابہ)

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساء ؓ کے چاروں بیٹے یکبارگی دشمن پر جھپٹ پڑے اور بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے چاروں شہید ہوئے۔ خنساء رضی اللہ عنہا کو جب خبر ملی تو انہوں نے کہا الحمدللہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا میرے چاروں بیٹے اس نے منظور و قبول فرمائے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے بیٹوں کو جنت میں جمع کر دے گا۔

(اعلام النساء1/368-6369)

☆ حضرت اسماءؓ کے ہاتھوں رومیوں کی ہلاکت:

حضرت اسماء بنت یزید الانصاری رضی اللہ عنہما معرکہ یرموک میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اپنے خیمے کی چوب سے اس دن سات رومیوں کو جہنم واصل کیا۔

(سنن سعید بن منصور 2787)

☆ آپ ﷺ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے:

معرکہ احد سے واپس مدینہ جاتے ہوئے آپ ؐ کا گزر بنو دینار کی ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کے شوہر' بھائی اور والد تینوں خلعت شہادت سے سرفراز ہو چکے تھے جب اسے ان لوگوں کی شہادت کی خبر دی گئی تو کہنے لگیں کہ رسول اللہ ؐ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا آپ خیریت سے ہیں اس نے کہا مجھے ذرا آپ ﷺ کا چہرہ دکھا دو لوگوں نے اشارے

سے بتایا جب اس کی نظر آپ ﷺ کے وجود اطہر پر پڑی تو پکار اٹھیں'
کل مصیبت بعدک جلل ترجمہ: آپ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے۔
(الرحیق المختوم)

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ازور کا تاریخی معرکہ:

محاصرہ دمشق کے دوران ضرار (فرار) بن ازور رضی اللہ عنہ سے رومی فوج کا محاصرہ ہو گیا فرار میدان جنگ میں زرہ تو کیا کرتا بھی اتار دیا مقابلہ کرتے تھے انہوں نے بہت سارے رومیوں کو تہہ تیغ کیا اور پھر شدید زخمی ہو گئے رومیوں نے گرفتار کر لیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو گرفتاری کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنی سپاہ کو رومیوں کے خلاف صف آراء کر دیا اسی اثناء میں اچانک نقاب پوش سرخ گھوڑے پر سوار سبز عمامہ باندھے سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' تلوار اور لمبے نیزے کے ساتھ یہ شہسوار دشمن کی طرف لپکا وہ رومی صف کے ایک طرف جھپٹا کسی نہ کسی رومی کو قتل کرتا ہوا گھوڑے کو دوڑا کر دوسری طرف گزر جاتا جو رومی سامنے آتا نیزے سے اس کا کام تمام کر دیتا اور پھر واپس پلٹ آتا میدان جنگ میں مجاہدین یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے مگر کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ نقاب پوش نوجوان کون ہے؟ خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی اپنے اس نرالے مجاہد سے لاعلم تھے ایک دفعہ یہ سوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اسے روکا اور پوچھا اے مرد مجاہد! تو نے جانبازی کا حق ادا کر دیا اب اپنے چہرے سے نقاب اتار دے تاکہ ہم تمہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں مگر سوار نے گھوڑے کا رخ دشمن کی سپاہ کی طرف کیا اور ایک بار پھر حملہ آور ہوا دوبارہ

واپس پلٹا تو خالد نے سختی سے روکا اور وہی سوال دوبارہ کیا تو شہسوار نے جواب دیا اے امیر لشکر میں خولہ بنت ازور ہوں ضرار بن ازور کی بہن' بھائی کی گرفتاری کی خبر نے مجھے پریشان کر دیا تھا حضرت خولہ کی اس قربانی نے خالد بن ولیدؓ کو بڑا متاثر کیا انہوں نے حضرت رافعؓ کی قیادت میں ایک دستہ حضرت ضرار کو چھڑوانے کے لئے بھیجا خولہ بھی اس دستہ میں شریک تھیں انہوں نے حمص کی طرف ضرار کو لے جانے والے قافلے پر حملہ کر دیا حضرت خولہ تیر برسانے اور تلوار چلانے میں پیش پیش تھیں بیشتر رومی قتل ہوئے باقی جان بچا کر بھاگ گئے اور اللہ نے ضرار کو رہائی عطا فرما دی۔

(اعلام النساء)

جہاد اور اطاعت امیر

☆ معصیت امیر پر سزا:

مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا اور جونہی وہ چیز اللہ نے تمہیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مال غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے اس لئے تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے مگر کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔

(آل عمران 152/3)

☆ غزوہ احد میں امیر کی نافرمانی کا خوف ناک انجام:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں کفار سے ہمارا مقابلہ ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک گروہ تشکیل دیا اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر

کیا اور فرمایا تم اس جگہ سے نہ ہٹنا خواہ تم دیکھو کہ ہم مغلوب ہو چکے ہیں۔ (تب بھی نہ سرکنا) ہماری مدد بھی نہ کرنا' خیر جب ہماری اور کافروں کی ٹکر ہوئی تو کافر بھاگ نکلے۔ میں نے ان کی عورتوں کو دیکھا پنڈلیوں پر سے کپڑا اٹھائے ہوئے پہاڑ پر بھاگی جارہی تھیں ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں۔ مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا غنیمت کا مال غنیمت کا مال' عبداللہ بن جبیرؓ نے ان کو بہت سمجھایا دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ یہاں سے نہ ہٹنا' اس لئے یہاں سے نہ ہٹو' انہوں نے انکار کیا اب مسلمانوں کے منہ پھر گئے (بھاگ نکلے) اور ستر مسلمان شہید ہوئے۔

(بخاری کتاب المغازی 4093)

☆ تین آدمی بھی ہوں تو ایک کو امیر بنالیں:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو چاہئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کرلیں۔

(ابوداؤد)

☆ حبشی غلام بھی امیر ہو تو اطاعت کرو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمع و اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام کو امیر بنا دیا جائے گویا اس کا سر (اتنا چھوٹا ہے) جیسا کہ منقہ ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الحکام 7142)

☆ اطاعت امیر............ معروف میں ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور انصاری عبداللہ بن حذافہ سہمی کو امیر لشکر

بنایا اور انہیں حکم دیا کہ امیر کی اطاعت کریں یہ امیر کسی بات پر مشتعل ہوگیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کیا تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم دیا لوگ کہنے لگے کیوں نہیں امیر نے کہا اچھا لکڑیاں جمع کرو انہوں نے اکٹھی کیں تو کہنے لگا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلادی تو کہنے لگا اب اس میں داخل ہو جاؤ لوگوں نے ارادہ کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آگ سے بچنے کے لئے (عذاب قیامت) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگ کر آئے ہیں (تو اب اس میں کیوں داخل ہوں) اسی بحث و تمحیص میں آگ بجھ گئی اور اتنے میں امیر کا غصہ ختم ہوگیا جب یہ خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے (یاد رکھو) اطاعت امیر صرف ان باتوں میں ہے جو خلاف شریعت نہ ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی 4310)

جہاد ہند کی فضیلت

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا جہاد ہند میں شرکت کا جذبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (مسلمانوں) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان سے جہاد کرنے کا وعدہ کیا' سو اگر مجھے جہاد ہند میں شرکت کا موقع ملا تو اپنی جان اور مال اس میں پیش کر دوں گا اگر میں مارا گیا تو افضل الشہداء ہونگا اور اگر میں زندہ واپس آگیا تو جہنم سے آزاد ہو جاؤں گا۔

(مسند احمد 228/2 نسائی کتاب الجہاد باب غزوہ ہند 42/6)

☆ جہاد سے فرار کی راہیں اور ترک جہاد کے نقصانات۔ جہاد کے راستے کی آٹھ رکاوٹیں:

اے نبی کہہ دو اگر تمہارے باپ دادا اور تمہاری اولادیں اور تمہارے بھائی اور بیویاں اور تمہارے خاندان کے لوگ اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس میں خسارہ ہو جانے سے ڈرتے ہو اور وہ کوٹھیاں جن کو تم پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم انتظار کرو حتی کہ اللہ تعالٰی اپنا فیصلہ (عذاب) بھیجے اور اللہ تعالٰی فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(التوبہ 24/9)

☆ ذلتوں اور پستیوں کا دور جہاد سے ختم ہو گا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ (یعنی سودی کاروبار) سامان فروخت کرنے لگو گے ' بیلوں کی دمیں پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالٰی تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور یہ ذلت اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک تم اپنے دین (جہاد) کی طرف نہ پلٹ آؤ گے۔

(ابوداؤد' مسند احمد' بیہقی)

☆ سستی میں بھی جہاد سے پیچھے رہ جانا قابل گرفت ہے:

غزوہ تبوک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں لڑی گئی' لمبی مسافت تھی' گرمی کی شدت اور فصلیں پکی ہوئی تھیں دنیا کی سب سے بڑی قوت سے مقابلہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نفیر عام کا اعلان ہوا تو تیس ہزار صحابہ تیار ہو گئے مدینہ سے

تبوک تک 675 کلومیٹر کا فاصلہ تھا' جو لشکر اسلام نے پندرہ دن میں طے کیا' انیس دن تک مجاہدین اسلام شام کی سرحد پر انتظار کرتے رہے لیکن رومیوں کو مقابلے کی جرات نہ ہوئی غزوہ تبوک میں تین صحابہ کرام جن میں کعب بن مالک' ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم تھے کسی شرعی عذر کے بغیر جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے واپسی پر ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم شرکت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے صاف صاف بتادیا کہ کوتاہی ہوئی ہے رسول اللہ نے وحی الٰہی کے ذریعے تمام صحابہ کو ان سے بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا' یہ حکم تینوں صحابہ کے لئے قید سے کم نہ تھا۔ مدینہ اپنی وسعتوں کے باوجود ان کے لئے تنگ ہوگیا تھا۔ یہ سلام کہتے تو کوئی ان کے سلام کا جواب نہ دیتا' چالیس دن کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لو اس حکم پر بھی عمل کیا گیا پچاسویں دن آسمان سے قبولیت کا پیغام نازل ہوا تو چہرے خوشی سے چمک اٹھے قبولیت توبہ کی خوشی میں صدقات دیئے گئے۔

(بخاری کتاب المغازی)

☆ غزوہ احد میں تین سو منافقین کی علیحدگی:

غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر لے کر چلے' مقابلے میں تین ہزار مشرکین مکہ تھے جو بڑے لاؤ لشکر لے کر آئے تھے جب احد کے قریب پہنچے' منافقین کو مشرکین کی قوت کا علم ہوا تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہوگیا اور کہنے لگا کہ آپ نے میری تجویز (مدینے کے اندر رہ کر دفاع کرنے کی) قبول نہیں کی اس لئے ہم آپ کے ساتھ جہاد پر نہ جائیں گے یہ کہہ کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس مدنیہ پلٹ گئے۔

(سیرت ابن ہشام الروض الانف 128)

☆ مومن کون منافق کون ؟:

اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے تو مالی اور جانی جہاد سے رکنے کی وجہ سے کبھی بھی تجھ سے اجازت طلب نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔

یہ اجازت تو وہی طلب کرتے ہیں جن کو نہ تو اللہ پر ایمان ہے اور نہ آخرت کے دن کا یقین جن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ اپنے شک میں ہی سرگرداں ہیں۔

(التوبہ 9/44-45)

☆ جہاد کی تیاری نہ کرنے والے منافق ہیں:

اور اگر ان (منافقین) کا ارادہ جہاد کے لئے نکلنے کا ہوتا تو وہ اس کے لئے سامان تیار کرتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہ تھا اس لئے انہیں حرکت سے ہی روک دیا اور کہہ دیا کہ تم تو بیٹھنے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہو' اگر یہ تمہارے نکلتے بھی تو تمہارے لئے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے۔ ان کے سننے والے خود تم میں موجود ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

(التوبہ 9/46-47)

☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک منافق کی گردن اڑانے کی اجازت مانگتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک لڑائی میں تھے اتفاق سے وہاں ایک مہاجر نے انصاری کو لات مار دی' انصاری پکار اٹھا' اے انصاریو' دوڑو' مہاجر پکارنے لگا اے مہاجرو لپکو۔ اللہ تعالیٰ

نے دونوں کی یہ بات رسول اللہ کو سنا دی آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے لوگوں نے کہا یارسول اللہ ایک مہاجر نے انصاری کو لات ماری تو انصاری نے انصاریوں کو بلایا مہاجر نے مہاجرین کو پکارا۔ آپ ؐ نے فرمایا ایسی باتیں چھوڑ دو یہ بدبودار باتیں ہیں۔

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں جس وقت آنحضرت مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت انصار مہاجرین سے زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین کی تعداد زیادہ ہوگئی' عبداللہ بن ابی منافق نے جب یہ تکرار سنی تو کہنے لگا مہاجرین اپنی حکومت جتانے لگے ہیں اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ پہنچے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا: یا رسول اللہ حکم دیجئے! میں اس منافق کا سر قلم کر دوں آپ نے فرمایا چھوڑیئے! لوگ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ المنافقون)

مال غنیمت میں خیانت کا گناہ

☆ خائن جنت میں نہیں جائے گا:

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے بیان کیا کہ خیبر کے دن صحابہ کی ایک جماعت آئی اور کہنے لگے کہ فلاں شہید ہے فلاں بھی شہید ہے حتی کہ ان کا گزر ایک آدمی پر ہوا انہوں نے کہا فلاں بھی شہید ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں بے شک میں نے اسے ایک چادر کی وجہ سے آگ میں جلتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے عمر بن خطاب ؓ سے فرمایا جاؤ اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن داخل

ہونگے۔

(مسلم کتاب الایمان)

☆ کرکرہ ایک چادر کی وجہ سے دوزخ میں گیا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک صاحب مقرر تھے جن کو کرکرہ کہا جاتا تھا اس کا انتقال ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے لوگ مال کے لئے گئے تو انہیں ان کے سامان سے ایک دھاری دار چادر ملی جو کرکرہ نے مال غنیمت میں سے خیانتاً لی تھی۔

(بخاری کتاب الجہاد)

☆ رسول اللہؐ نے خائن کا جنازہ نہیں پڑھایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خائن کا جنازہ نہیں پڑھایا زید بن خالد ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کا جنگ خیبر کے موقع پر انتقال ہوگیا ان کی موت کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے ہم نے ان کے سامان کی تلاشی لی تو یہود کے منکے کے ہاروں میں سے ایک ہار ملا جو دو درھم کے برابر قیمت کا بھی نہ ہوگا۔

(ابوداؤد' نسائی' موطا' مسند احمد)

قنوت نازلہ کی دعائیں

((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)).

البخاری، كتاب التفسير (تفسير سورة النساء)، باب ﴿فأولئك عسى الله أن يعفو عنهم.

اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام عیاش بن أبی ربیعہ اور دیگر کمزور مومنوں کو (کافروں کے شکنجے سے) نجات عطا فرما۔۔۔۔۔اے اللہ! (قبیلہ) مضر کے کفار کو سختی سے کچل دے اور ان پر ایسے خشک سال (قحط سالی) مسلط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں تو نے مسلط کئے تھے۔

(ملاحظہ) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند صحابہ کفار کے ہاں اسیری کی زندگی بسر کر رہے تھے، مثلاً ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام وغیرہ تو آپ نے ان کا نام لے کر قنوت نازلہ میں ان کی رہائی کیلئے دعا فرمائی۔لہذا اب بھی اگر کچھ مسلمان اور مجاہد قید میں ہوں تو ان کا نام لے کر قنوت میں دعا کی جا سکتی ہے۔

((اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا)). صحيح، أحمد، ٢/ ٢٥.

اے اللہ! ہمارے عیب ڈھانپ دے اور ہمارے خوف وخطرات سے ہمیں امن دے۔

((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَ رِعْلاً وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)).

مسلم، كتاب فضائل الصحابة. مسند أحمد، ٤/ ٥٧. اے اللہ! بنی

لحیان، رعل اور ذکوان پر لعنت فرما۔ اور قبیلہ عصیہ پر بھی جنھوں نے اللہ کے رسول کی نافرمانی کی۔ جبکہ (اے اللہ!) غفار (قبیلہ) کو بخش دے اور (قبیلہ) اسلم کو سلامت رکھ۔

(ملاحظہ) رسول اللہ ﷺ نے اس وقت کے شریر اور اسلام کے بڑے بڑے دشمن قبائل کا نام لے کر لعنت فرمائی۔ لہذا اب بھی دشمنان اسلام مثلاً، ہنود، یہود اور نصاریٰ وغیرہ کا نام لے کر قنوت نازلہ میں ان کی تباہی و بربادی کی دعا کرنی چاہیے۔

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَ أَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ. اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَةَ [أَھْلَ الْکِتَابِ] الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَ یُقَاتِلُوْنَ أَوْلِیَاءَ کَ . اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَ زَلْزِلْ أَقْدَامَھُمْ وَ أَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ)).

صحیح، سنن الکبری للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب دعاء القنوت.

اے اللہ! ہم کو مومن مردوں کو، مومن عورتوں کو، مسلمان مردوں کو' اور عورتوں کو بخش دے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دے ان کے حالات درست کر دے اور تو اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما۔۔۔۔۔۔ اے اللہ! اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ان کافروں پر لعنت بھیج جو تیرے راستے "صراط مستقیم" پر چلنے سے روکتے ہیں۔ تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں (محبوب بندوں) سے لڑائی کرتے ہیں۔۔۔ اے اللہ! ان کی یکجہتی میں پھوٹ (انتشار) ڈال دے۔ ان کے پاؤں میں لرزا پیدا کر دے۔ اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جو تو کافروں سے ہرگز نہیں ٹالتا۔

((اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ)).

مسلم، کتاب الزھد، باب قصة أصحاب الأخدود والمسافروالراھب والغلام.

"اے اللہ! جس چیز کے ساتھ تو چاہے ان کیلئے بس تو ہی کافی ہو جا"۔

قنوت نازلہ

اللہ کے رسول ﷺ جب کسی کیلئے دعا یا بدعا کرنے کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد آخری رکعت میں قنوت (نازلہ) کرتے۔

البخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

آپ قنوت نازلہ بلند آواز سے کرتے۔

البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء علی المشرکین.

مقتدی آپ ﷺ کے پیچھے آمین کہتے۔

صحیح، سنن أبی داؤد، تفریع أبواب الوتر، باب القنوت فی الصلوات.

قنوت تمام فرض نمازوں میں کیا جا سکتا ہے۔

حسن، سنن أبی داؤد، تفریع أبواب الوتر، باب القنوت فی الصلوات.

(تاہم) احادیث رسول ﷺ سے زیادہ تر صبح کی نماز میں قنوت نازلہ کرنا ثابت ہے۔

مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة... إذا نزلت بالمسلمین نازلة والعیاذباللہ واستحبابه فی الصبح دائماوبیان أن محله بعدرفع الرأس من الرکعة.

دشمن سے لڑائی کے وقت دعا

((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِیْ ، وَأَنْتَ نَصِیرِیْ ، وَبِکَ أُقَاتِلُ)).

صحیح، الترمذی (أحادیث شتی من باب الدعوات)، باب فضل لاحول ولا قوة

إلا بالله.

"اے اللہ! تو ہی میرا بازو ہے، تو ہی میرا مددگار ہے، اور تیری (مدد) کے ساتھ ہی میں (دشمنان اسلام سے) لڑائی کرتا ہوں۔

((اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)).

البخاری، کتاب التوحید، باب قوله: ﴿أنزله بعلمه والملائكة يشهدون﴾.

کتاب اتارنے والے اور جلد حساب لینے والے اللہ! کافر جماعتوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں شکست دے اور انہیں ہلا کر رکھ دے، اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

غزوات

ا۔ غزوہ بدر

س: بدر کہاں واقع ہے؟

ج: مدینہ طیبہ سے تقریباً ۸۰ میل دور ہے۔

س: غزوہ بدر کب ہوا؟

ج: ۱۷ رمضان ۲ ہجری میں۔

س: آپ ﷺ مدینہ سے کب روانہ ہوئے؟

ج: ۱۲ رمضان المبارک ۲ ہجری بمطابق 8 مارچ 624ء کو۔

س: مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

ج: ۷۷ مہاجرین اور ۲۳۶ انصار، اور کل تعداد ۳۱۳ تھی، بعض کے نزدیک ۸۴ مہاجرین اور انصار ۲۲۹ تھے۔

س: مسلمانوں کے پاس سامان جنگ کیا تھا؟

ج: ۲ گھوڑے ۷۰ اونٹ ۶ زرہیں اور ۸ تلواریں۔

س: کافروں کی تعداد کتنی تھی؟

ج: ایک ہزار کا لشکر۔

س: کافروں کا جنگی سامان کیا تھا؟

ج: 100 گھوڑے 700 اونٹ اور اسلحہ سے مکمل لیس۔

س: جنگ کب شروع ہوئی؟

ج: ۱۷ رمضان ۲ ھ بمطابق ۱۳ مارچ ۶۲۴ء بروز منگل۔

س: کتنے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا؟

ج: 14 چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ 6 مہاجر، 8 انصاری۔

س: کتنے کافر واصل جہنم ہوئے؟

ج: 70 کافر قتل ہوئے اور 70 قیدی ہوئے۔

س: نتیجہ کیا نکلا؟

ج: مسلمانوں کو عظیم کامیابی نصیب ہوئی۔

۲۔غزوہ احد

س: احد کس چیز کا نام ہے؟

ج: ایک پہاڑ ہے جو مدینہ سے تقریبا ۳ میل دور ہے۔

س: یہ غزوہ کب ہوا؟

ج: ۱۵ شوال بروز شنبہ، ۳ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۶۲۵ء کو۔

س: کفار کی تعداد کتنی تھی؟

ج: تین ہزار۔

س: کفار کا جنگی ساز وسامان کیا تھا؟

ج: دوسو گھوڑے تین ہزار اونٹ پندرہ سو عورتوں کے ہودج اور ہر طرح کا جنگی اسلحہ۔

س: مسلمانوں کی تعداد کیا تھی؟

ج: سات سو، کیونکہ تین سو منافق راستہ ہی سے واپس آ گئے تھے۔

س: مسلمانوں کا کتنا نقصان ہوا؟

ج: ۶۹ شہید ہوئے اور ۴۵ زخمی۔

س: کافر کتنے قتل ہوئے؟

ج: تقریبا ۲۳۔

س: آخر کار کامیابی کس کو ملی؟

ج: مسلمانوں کو کامیابی عطا ہوئی۔

س: مسلمانوں کا زیادہ نقصان کیوں ہوا؟

ج: درہ پر مقرر پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کی غلطی کی وجہ سے۔

س: آپ کے کونسے چچا اس جنگ میں شہید ہوئے؟

ج: سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ۔

س: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے؟

ج: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا اور سر مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس گئیں۔

۳۔غزوہ خندق

س: خندق کے کیا معنی ہیں؟

ج: گہری کھائی۔

س: اس جنگ کا نام خندق کیوں رکھا گیا؟

ج: دشمن سے بچاؤ کے لئے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی، اس لئے اس جنگ کو جنگ خندق کہتے ہیں۔

س: اس جنگ کا دوسرا نام کیا ہے؟

ج: دوسرا نام جنگ احزاب ہے۔

س: یہ جنگ کب واقع ہوئی؟

ج: ذوالقعدہ، ۵ ہجری بمطابق ۲ مارچ ۶۲۷ء۔

س: مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کیا تھی؟

ج: مسلمان 3 ہزار اور کافر 10 ہزار۔

س: کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر قتل ہوئے؟

ج: 6 مسلمان شہید اور 10 کافر قتل ہوئے۔

س: جنگ کا انجام کیا ہوا؟

ج: کفار ایک ماہ مدینہ منورہ کا محاصرہ کرنے کے بعد ناکام و ذلیل ہوکر واپس لوٹ گئے۔

۴۔غزوہ خیبر

س: خیبر کہاں واقع ہے؟

ج: مدینہ منورہ سے تقریباً دوسو میل کے فاصلے پر۔

س: یہ غزوہ کب پیش آیا؟

ج: محرم ۷ ہجری۔

س: مسلمانوں اور یہودیوں کی تعداد کتنی تھی؟

ج: مسلمان 1500 سو مرد اور 20 عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے، اور یہود دس ہزار۔

س: کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے یہودی قتل ہوئے؟

ج: 15 مسلمان شہید اور 93 یہودی قتل ہوئے۔

س: جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟

ج: مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

۵۔غزوہ فتح مکہ

س: یہ غزوہ کس سال ہوا؟

ج: رمضان المبارک ۸ ہجری میں۔

س: مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

ج: دس ہزار۔

س: کتنے مسلمان شہید اور کتنے کفار قتل ہوئے؟

ج: دو مسلمان شہید اور بارہ کافر قتل ہوئے۔

س: نتیجہ کیا نکلا؟

ج: مسلمانوں کو بہترین کامیابی ملی۔

س: فتح مکہ کے بعد آپ ؐ کتنے دن مکہ میں رہے؟

ج: ۱۹ دن۔

س: فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے سب سے پہلے کیا کام کیا؟

ج: بیت اللہ کا طواف کیا۔ حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کو بتوں سے صاف کیا۔

۶۔ غزوہ حنین

س: حنین کہاں واقع ہے؟

ج: حنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

س: یہ جنگ کب ہوئی؟

ج: شوال ۸ ہجری میں۔

س: مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

ج: بارہ ہزار۔

س: کتنے مسلمان شہید ہوئے اور کتنے کافر قتل ہوئے؟

ج: ۴ مسلمان شہید ہوئے اور اکہتر کافر واصل جہنم ہوئے۔

س: مال غنیمت میں کیا کچھ ملا؟

ج: چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں ا
ور ۴ ہزار اوقیہ چاندی۔

س: آپ ﷺ نے قیدیوں سے کیا سلوک کیا؟

ج: بلا معاوضہ تمام کو رہا کر دیا اور ساتھ کپڑے بھی دیئے۔

۷۔ غزوہ تبوک

س: یہ غزوہ کب ہوا؟

ج: رجب ۹ ہجری۔

س: مسلمانوں اور کافروں کی تعداد کیا تھی؟

ج: مسلمان تیس ہزار اور کافر ایک لاکھ۔

س: جنگ کا انجام کیا ہوا؟

ج: دشمن بغیر جنگ کے مرعوب ہو کر چلے گئے۔

فہرست مضامین

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صلوکما رأیتمونی اصلی

نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو

اگر آپ چاہتے ہیں ! کہ آپ وہی نماز پڑھیں جو نبی کریم ﷺ نے اور آپ کی اقتداء میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پڑھی تو

زاد المومن

کے مطالعہ سے آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں فرمان نبوی ﷺ کے مطابق احادیث صحیحہ کی روشنی میں نماز نبوی ﷺ کا مکمل طریقہ پیش کیا گیا ہے الحمد للہ اس کتاب میں کوئی غیر صحیح حدیث درج نہیں ہے اس کے علاوہ مسنون دعائیں اور صبح وشام کے اذکار کا بھی احادیث صحیحہ کی روشنی میں اہتمام کیا گیا ہے۔

معاذ کمپیوٹرز
041-2637975